روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعہ 15/ اکتوبر 2010ء 6ذیقعد 1431 ہجری 15 اخاء 1389 ھش جلد 60-95 نمبر 213

اصل زندگی آخرت کی ہے

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوہ احزاب کے وقت خندق کھود رہے تھے اور صحابہ مٹی اپنے کندھوں پر اٹھا کر دوسری جگہ منتقل کرتے تھے آنحضرت ﷺ اس موقع پر فرماتے تھے۔

اے اللہ! اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔تو مہاجرین اور انصار کو بخش دے

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق حدیث نمبر 3789)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

جاننا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ اور عالم مجازات اور دیگر امور مبدء اور معاد کے ماننے میں فلسفیوں کا طریقہ انبیاء علیہم السلام کے طریقہ سے بہت مختلف ہے نبیوں کے طریق کا اصل اعظم یہ ہے کہ ایمان کا ثواب تب مترتب اور بارور ہوگا کہ جب غیب کی باتوں کو غیب ہی کی صورت میں قبول کیا جائے اور ظاہری حواس کی کھلی کھلی شہادتیں یا دلائل ہندسیہ کے یقینی اور قطعی ثبوت طلب نہ کئے جائیں کیونکہ تمام وکمال مدار ثواب اور استحقاق قرب وتوصل الٰہی کا تقویٰ پر ہے اور تقویٰ کی حقیقت وہی شخص اپنے اندر رکھتا ہے جو افراط آمیز تفتیشوں اور لمبے چوڑے انکاروں اور ہر ہر جزئی کی موشگافی سے اپنے تئیں بچاتا ہے اور صرف دور اندیشی کے طور سے ایک راہ کی سچائی کا دوسری راہوں پر غلبہ اور رجحان دیکھ کر بحسن ظن قبول کر لیتا ہے۔اسی بات کا نام ایمان ہے اور اسی ایمان پر فیوض الٰہی کا دروازہ کھلتا ہے اور دنیا وآخرت میں سعادتیں حاصل ہوتی ہیں جب کوئی نیک بندہ ایمان پر محکم قدم مارتا ہے اور پھر دعا اور نماز اور فکر اور نظر سے اپنی حالت علمی میں ترقی چاہتا ہے تو خدائے تعالیٰ خود اس کا متولی ہو کر اور آپ اس کا ہاتھ پکڑ کر درجہ ایمان سے درجہ عین الیقین تک اس کو پہنچا دیتا ہے۔مگر یہ سب کچھ بعد استقامت ومجاہدات وریاضات وتزکیہ وتصفیہ نفس ملتا ہے پہلے نہیں اور جو شخص پہلے ہی تمام جزئیات کی بکلی صفائی کرنا چاہتا ہے اور قبل از صفائی اپنے بدعقائد اور بداعمال کو کسی حالت میں چھوڑنا نہیں چاہتا وہ اس ثواب اور اس راہ کے پانے سے محروم ہے کیونکہ ایمان اسی حد تک ایمان ہے جب تک وہ امور جن کو مانا گیا ہے کسی قدر پردۂ غیب میں ہیں یعنی ایسی حالت پر واقعہ ہیں جو ابھی تک عقلی ثبوت نے ان پر احاطہ تام نہیں کیا اور نہ کسی کشفی طور پر وہ نظر آئی بلکہ ان کا ثبوت صرف غلبہ ظن تک پہنچا ہے وبس۔

یہ تو انبیا کا سچا فلسفہ ہے جس پر قدم مارنے سے کروڑہا بندگان خدا آسمانی برکتیں پا چکے ہیں اور جس پر ٹھیک ٹھیک چلنے سے بےشمار خلق اللہ معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ چکی ہیں اور ہمیشہ پہنچتی ہیں اور جن اعلیٰ درجہ کے تعینوں کو شوخی اور جلدی سے فلسفی لوگوں نے ڈھونڈا اور نہ پایا وہ سب مراتب ان ایماندار بندوں کو بڑی آسانی سے مل گئے اور اس سے بھی بڑھ کر اس میں معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ گئے کہ جو کسی فلسفی کے کانوں نے اس کو نہیں سنا اور نہ اس کی آنکھ نے دیکھا اور نہ کبھی اس کے دل میں گزرا۔

(سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد 2صفحہ83)

چشمہ معرفت کے بارے میں

حضرت مصلح موعود کی ایک رویاء

امسال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے احباب جماعت کے مطالعہ کے لئے چشمۂ معرفت اور پیغام صلح مقرر ہیں۔سیدنا حضرت مصلح موعود فروری 1957ء میں دیکھی گئی اپنی ایک رویا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے رؤیا میں چشمۂ معرفت کے بارے میں کہا:۔

"حضرت مسیح موعود کی جو کتابیں ہیں ان میں سے ''چشمۂ معرفت'' میں بہت لطیف مضامین ہیں اور وہ مجھے بہت پسند ہے اس وقت میں نے دیکھا کہ سامنے ڈاکٹر شاہ نواز صاحب بیٹھے ہیں انہوں نے اس سال جلسہ سالانہ پر تقریر بھی کی تھی ڈاکٹر شاہ نواز صاحب کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی کتاب ''براہین احمدیہ'' کو کوئی کتاب نہیں پہنچتی۔میں نے کہا ''براہین احمدیہ'' اپنی جگہ پر اچھی کتاب ہے اور بعض اور کتابیں بھی ہیں جن میں اپنی جگہ پر بڑے اعلیٰ درجہ کے مضامین ہیں چنانچہ اس وقت میرے ذہن میں ''آئینہ کمالات اسلام'' بھی آتی ہے لیکن ''چشمہ معرفت'' کی یہ خوبی ہے کہ اس میں بہت سے مضامین چند سطروں میں آ جاتے ہیں اور چند چند سطروں کے بعد مضمون بدلتا چلا جاتا ہے پس ''براہین احمدیہ'' اپنی جگہ پر اعلیٰ ہے اور بعض اور کتابیں اپنی جگہ پر اعلیٰ ہیں مگر ان سب میں لمبے لمبے مضامین آتے لیکن ''چشمۂ معرفت'' میں بہت سے مضامین کی تشریح آ جاتی ہے اور چند سطروں میں آتی ہے اس لئے میں نے خاص طور پر اس کا ذکر کیا کہ اپنے رنگ میں وہ اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔"

(الفضل 12 فروری 1957ء صفحہ 3-2)

(رویا وکشوف سیدنا محمود ص 578-579)

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2010ء)

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

عالم روحانی کے لعل و جواہر (نمبر 592)

آسمانی کالج کا نصاب زندگی

ایک بزرگ بظاہر اَن پڑھ تھے مگر دل عشق رسول عربی سے اسی طرح لبریز تھا جس طرح عطر شیشی میں۔ کالج کے ایک سٹوڈنٹ نے ان سے ازراہ مذاق و استہزاء دریافت کیا حضرت آپ کس کالج میں پڑھے ہیں فرمایا قرآن کے لاء کالج میں۔ حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں:۔

میں نے قرآن کے لفظ میں غور کی تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے قابل کتاب ہوگی جبکہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اس وقت .... کی عزت بچانے کے لئے اور بطلان کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی اور (فرمایا) فرقان کے بھی یہی معنے ہیں یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی اور کوئی حدیث کی یا اور کوئی کتاب اس حیثیت اور پایہ کی نہ ہوگی۔ ....اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو............ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے............ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کر دیں............ بڑے تاسف کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا وہ اعتنا اور تدارس نہیں کیا جاتا جو احادیث کا کیا جاتا ہے............اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔

(تفسیر سورۃ بقرہ صفحہ 265)

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء (متوفی 925ھ) کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ

''قرآن مجید کی تلاوت کے مراتب کی آٹھ قسمیں ہیں ان میں سے آپ نے پانچ قسموں کا ذکر کیا۔ پہلی قسم یہ ہے کہ قرآن پڑھتے وقت یہ چاہئے کہ پڑھنے والے کے دل کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو۔ اگر یہ میسر نہ ہو تو چاہئے کہ جو کچھ وہ پڑھے، اس کے معانی اس کے دل کے اندر اتریں اور اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو چاہئے کہ قرآن مجید پڑھتے وقت خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال کا تصور دل کے اندر اترے۔ حاضرین میں سے ایک نے پوچھا کہ کیا تعلق باللہ کے یہاں بھی وہی معنی ہیں۔ جو آپ پہلے فرما چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں ٹھیک ہے البتہ وہ تعلق اللہ کی ذات سے تھا اور تعلق اس کی صفات سے ہے۔ تلاوت کے مرتبۂ چہارم کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ تلاوت کرتے وقت تلاوت کرنے والے پر یہ احساس حیا غالب ہونا چاہئے کہ قرآن کی اس **دولت کے میں کہاں لائق ہوں اور اس سعادت کا میں کہاں سے اہل ہوں۔**

(فوائد الفواد اردو صفحہ 167-168 ترجمہ پروفیسر محمد سرور ناشر علماء اکیڈمی اوقاف پنجاب لاہور 1980ء)

قرآں کتاب رحماں سکھلائے راہِ عرفان
جو اس کو پڑھنے والے اُن پر خدا کے فیضاں
اُن پر خدا کی رحمت جو اس پہ لائے ایماں
یہ روز کر مبارک سبحان من یّرانی

تلاوتِ قرآن عظیم کی عدیم المثال برکات

سراج الاولیا حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر مسعود چشتیؒ کی ایک مبارک مجلس کی روداد از قلم حضرت خواجہ بدر اسحاق رحمۃ اللہ:۔

''شیخ برہان الدین ہانسوی شیخ بدرالدین غزنویؒ اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اے درویش! قرآن شریف کی تلاوت تمام عبادتوں سے افضل ہے اور دنیا اور آخرت میں اس سے درجہ ملتا ہے۔ پس چونکہ قرآن پڑھنے سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں۔ اس لئے آدمیوں کو چاہئے کہ ایسی نعمت سے غافل نہ ہوں اور اپنے تئیں محروم نہ رکھیں۔

پھر فرمایا کہ قرآن شریف پڑھنے سے بہت سے فائدے ہیں۔ اول آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے یعنی دکھتی نہیں۔ دوسرے ہر حرف کے بدلے ہزار سالہ عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور اسی قدر بدیاں اس کے نامۂ اعمال سے کاٹی جاتی ہیں۔

پھر فرمایا۔ کہ جو شخص دوست سے کلام کرنا چاہے۔ وہ کلام اللہ میں مشغول ہو۔ پھر فرمایا کہ نیک بخت بندہ وہ ہے۔ جو دوست سے ہمکلام ہو دوست سے ہمکلامی کی سعادت قرآن شریف کی تلاوت سے حاصل ہوتی ہے۔ ہر روز ستر مرتبہ میں ہر انسان کے دل میں یہ ندا ہوتی ہے۔ کہ اگر تجھے ہماری آرزو ہے۔ تو سارے کام چھوڑ کر قرآن شریف کی تلاوت کر۔

پھر فرمایا۔ کہ لوگوں کو ذکر کر کے حضور اور مشاہدہ کی نعمت تلاوت قرآن کے وقت حاصل ہوتی ہے اس واسطے کہ جو سر عالم میں ہے۔ وہ قرآن شریف پڑھتے وقت انسان پر منکشف ہوتا ہے اور ہر حرف اور معانی میں جب غور کرتا ہے۔ تو اس پر قلم کا سر منکشف ہوتا ہے اور اگر آیت مشاہدہ یا آیت رحمت پر پہنچتا ہے۔ تو مشاہدہ کے دریا میں مستغرق ہوتا ہے اور لاکھوں نعمتیں حاصل کرتا ہے اور جب عذاب کی آیت پر پہنچ کر غور کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے اس طرح پگھلتا ہے۔ جیسے کٹھالی میں سونا۔

پھر فرمایا۔ کہ کلام مجید کا حافظ فوت ہو جاتا ہے۔ تو اس کی جان نوری قندیل میں ڈال کر عرش کے پاس لے جاتے ہیں اور ہر روز اس پر ہزار مرتبہ انوار تجلی کرتے ہیں۔

(''ھشت بہشت'' صفحہ 247 حصہ اول ناشر اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور)

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام

20/ اکتوبر 2010ء

12-30 am	عربی سروس
1-35 am	ان سائیٹ سائنس اور میڈیسن ریویو
2-10 am	گلشن وقف نو
3-30 am	مجلس انصاراللہ یو کے اجتماع
4-05 am	رئیل ٹاک
5-00 am	ایم۔ ٹی۔ اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
5-35 am	تلاوت اور درس ملفوظات
6-00 am	لقاء مع العرب
7-00 am	عربی سیکھیے
7-45 am	ایم۔ ٹی۔ اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
8-15 am	زندہ لوگ
9-00 am	سوال و جواب
9-50 am	زندگی کی حقیقت
10-25 am	مجلس انصاراللہ یو کے اجتماع
11-00 am	تلاوت اور درس حدیث
11-35 am	آرٹ کلاس
12-05 pm	زندہ لوگ
12-40 pm	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
1-50 pm	سوال و جواب
3-00 pm	انڈونیشین سروس
4-00 pm	سواحیلی سروس
5-15 pm	تلاوت
5-25 pm	زندہ لوگ
5-45 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 2 مئی 1986ء
6-45 pm	بنگلہ سروس
7-45 pm	راہ ھدیٰ
9-15 pm	خبرنامہ
9-45 pm	فیتھ میٹرز
11-00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-15 pm	عربی سروس

21/ اکتوبر 2010ء

12-25 am	رئیل ٹاک
1-05 am	درس حدیث
1-35 am	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
2-45 am	حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا جلسہ سالانہ سے خطاب
3-35 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 2 مئی 1986ء
4-35 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
5-10 am	تلاوت اور درس حدیث
5-40 am	لقاء مع العرب
6-50 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
7-20 am	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
8-20 am	زندہ لوگ
8-45 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 2 مئی 1986ء
9-40 am	آرٹ کلاس
10-10 am	حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا جلسہ سالانہ سے خطاب
11-00 am	تلاوت اور درس ملفوظات
11-30 am	مسیح ہندوستان میں
12-10 pm	زندہ لوگ
1-05 pm	فیتھ میٹرز
2-10 pm	ملاقات پروگرام (انگریزی)
3-30 pm	انڈونیشین سروس
4-30 pm	پشتو سروس
5-10 pm	تلاوت
5-40 pm	زندہ لوگ
6-10 pm	بنگلہ سروس
7-15 pm	ترجمۃ القرآن
8-20 pm	مسیح ہندوستان میں
9-00 pm	خبرنامہ
9-30 pm	درس ملفوظات
9-45 pm	ملاقات پروگرام (انگریزی)
11-00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

محمد طاہر ندیم صاحب ۔ عربی ڈیسک یو۔کے

مصالح العرب ۔ عرب اور احمدیت

قسط چہارم

حضرت خلیفہ اول کے عہد میں عربوں میں دعوت الی اللہ

حضرت مسیح موعود کے دور مبارک میں حضرت ابو سعید عرب صاحب کی بیعت اور ان کے سوالات کا تذکرہ ہوا تھا اس کے بعد کے بعض واقعات سے ایسے لگتا ہے کہ عرب صاحب نے کچھ عرصہ قادیان میں ہی قیام کیا تھا ۔ حضرت خلیفہ اوّل کے عہد مبارک میں حیدر آباد دکن میں شدید طوفان آیا جس سے بہت زیادہ تباہی ہوئی مکانات گر گئے اور کئی لوگ مارے گئے ۔ حضرت خلیفہ اول نے وہاں جماعت کے افراد کے حالات دریافت کرنے کے لئے متعدد رجسٹرڈ خطوط اور تار ارسال فرمائے لیکن افراتفری کے عالم میں جماعت کو نہ مل سکے۔ اس پر آپ نے گھبرا کر حضرت ابوسعید عرب صاحب کو جماعت کی خبر گیری کے لئے روانہ فرمایا، جنہوں نے افراد جماعت کے ساتھ ہمدردی کی ۔ اس کا بیان جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن نے حضور کو اپنے شکریہ کے خط میں یوں کیا:

’’(آپ) کی خاص شفقت قلبی وہمدردی آخر کار یہ کئے بغیر نہ رہ سکی کہ اپنے ایک مخلص محبّ جناب حافظ ابوسعید صاحب کو اس قدر دور دراز مسافت سے اور خاص اپنے ذاتی مصارف سے ہم دور افتادوں اور مصیبت زدوں کی خبر گیری کے لئے روانہ فرمایا۔ جناب عرب صاحب موصوف نے یہاں تشریف لا کر باوجود اپنی علالت کے فرائض مفوضہ کو بخوبی ادا کیا اور ہر احمدی بھائی کو تسلّی اور تشفی دینے سے احمدی اخلاق کے اعلیٰ نمونہ کا کامل ثبوت دیا‘‘۔

(ماخوذ از حیات نور صفحہ 420-421)

انجمن تشحیذ الاذہان

حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے ایک انجمن تشحیذ الأذہان تشکیل دی تھی جس کے بنیادی مقاصد میں سے یہ نوجوانوں کے علمی معیار کو بلند کرنا بھی تھا۔ مئی 1910ء میں اس انجمن کے بارہ میں اخبار بدر میں لکھا گیا:

’’انجمن تشحیذ خوب ترقی کر رہی ہے لائبریری کا انتظام اعلیٰ پایہ پر زیر غور ہے۔ ساڑھے دس ماہ سے جو فہرست کتب تیار ہو رہی ہے انشاء اللہ اب جلد مکمل ہونے والی ہے۔ امید ہے کہ عنقریب ہم ہندوستان اور مصر کے اردو اور عربی چیدہ اخبارات اس کی میز پر دیکھیں گے‘‘۔

نیز لکھا کہ ’صاحبزادہ مرزا محمود احمد کو نوجوانوں کی سدھار کا خاص خیال رہتا ہے۔ آپ نے ان کالجیٹوں یا طالب علموں کے لئے جو بعد از امتحان یا گرمیوں کی چھٹیوں میں قادیان آتے ہیں کے لئے ایک تعلیمی نصاب تیار کیا ہوا ہے جس میں قرآن وحدیث کے علاوہ قصیدہ بانت سعاد وغیرہ شامل ہیں۔ آپ بڑی محنت سے ان کو پڑھاتے ہیں اور عربی سے اور دین سے عمدہ واقفیت کرا دیتے ہیں‘‘۔

(ماخوذ از حیات نور صفحہ 452-453)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے عربی زبان کے سیکھنے اور اس میں مہارت حاصل کرنے کی طرف نوجوانوں کو خصوصی طور پر راغب کیا اور خود کوشش کر کے اس کام کو عملی جامہ پہنایا۔ 1912ء میں جب آپ صدر انجمن احمدیہ کے پریذیڈنٹ تھے اور مدرسہ احمدیہ کے بھی انچارج تھے اس کے باوجود آپ خصوصی طور پر اس کام کے لئے وقت نکالتے تھے۔ آپ نے عربی زبان کو ترویج دینے کے لئے ایک ایسی انجمن بنائی ہوئی تھی جس کے تمام ممبر عربی زبان میں تقریر کرنے کی مشق کرتے رہتے تھے اور جب کوئی عرب قادیان میں آتا تھا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ جاتا تھا کہ یہاں کے اکثر نوجوان بڑی سلاست کے ساتھ عربی بول اور لکھ سکتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کا سفرِ مصر

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے عبد المحیی عرب کے ساتھ ترقی معلومات وعلوم عربیہ کی خاطر مصر جانے کا ارادہ فرمایا ۔ اس مبارک سفر کی غرض وغایت کے بارہ میں آپ نے خود فرمایا:

’میرا جانا گو بہت حد تک اپنی صحت کی درستی اور عربی کی تحقیق کے لئے ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ وہ (دعوت الی اللہ) کے لئے بھی کوئی نہ کوئی راہ کھول دے گا‘۔

(حیات نور صفحہ 581-582)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا یہ سفر گو کہ ابتدائی طور پر محض مصر میں علوم عربیہ کے حصول وغیرہ کے لئے تھا اور مصر سے واپسی پر حج کرنے کا پروگرام تھا۔ لیکن بعد کے واقعات اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے خطوط سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں خدائی حکمتیں مضمر تھیں جن کے تحت آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہونی تھی اور مصر کا سفر محض اس کے لئے ایک تدبیر تھی۔ یوں یہ سفر مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ، اور مصر وغیرہ پر مشتمل رہا۔

تقریب الوداع اور ایک دعا

آپ 26/ستمبر 1912ء کو روانہ ہونے والے تھے اس سے ایک روز قبل 25/ستمبر کو آپ کو الوداع کرنے کے لئے ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں آپ نے تقریر فرماتے ہوئے اس خواہش کا بھی اظہار فرمایا:

’’میرے دل میں مدت سے خواہش تھی کہ مَیں مکّہ معظّمہ جو خدا کے پیاروں کی جگہ ہے وہاں جا کر دعائیں کروں کہ...... اس وقت بہت ذلیل ہو رہے ہیں۔ اے خدا قوم نے تجھ کو چھوڑا، نہ دین رہا نہ دنیا رہی، کوئی تدبیر ان کی اصلاح کی کارگر نہیں ہوتی۔ اس جگہ تو نے ابراہیمؑ کو وعدہ دیا تھا اور اس کی دعا کو قبولیت کا شرف بخشا اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعاؤں کو قبول کیا تھا۔ آج پھر وہی دعائیں ہمارے لئے قبول فرما اور اہل ...... کو عزت اور ترقی عطا کر۔ دشمن بڑا زبردست ہے اور ہم کمزور، مگر ہمارا محافظ بھی بڑا زبردست ہے‘‘۔

اس دعا میں ہم سب کے لئے راہنمائی اور نصیحت کا سامان بھی ہے کہ جس کو اس مبارک سرزمین کی زیارت نصیب ہو تو اسلام اور اہل اسلام کے لئے اس طرح کے پُر درد اور رقت آمیز الفاظ میں دعا کرے۔

سفر پر روانگی

26/ستمبر بروز جمعرات حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب معہ محترم عبد المحیی عرب صاحب عازم سفر ہوئے۔ اس سال حضرت میر ناصر نواب صاحب حج کے لئے تشریف لے گئے ۔ لیکن حضرت صاحبزادہ صاحب کا ارادہ چونکہ پہلے مصر جانے کا تھا اس لئے جدہ میں دونوں بزرگ اکٹھے ہو گئے۔

21/اکتوبر کو حضرت صاحبزادہ صاحب عدن پہنچے جہاں مختصر قیام کے دوران آپ نے عدن کی سیر کی۔ یوں اس سرزمین پر حضرت مسیح موعود کی ذریت طیبہ میں سے سب سے پہلے حضرت صاحبزادہ صاحب کے قدم مبارک پڑے۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 410)

26/اکتوبر کو آپ عبد المحیی عرب صاحب کے ساتھ پورٹ سعید پہنچ گئے ۔ آپ نے شہر کی مذہبی اور تمدنی حالت کا مختصراً جائزہ لیا۔ ایک قہوہ خانہ میں وہاں کے شیخ الاسلام سے بھی ملنے کا موقعہ ملا۔ عبد المحیی عرب صاحب نے ان سے وفات مسیح کے مسئلہ پر گفتگو کی جس سے وہاں پر موجود لوگ محظوظ ہوئے۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 411)

پورٹ سعید سے آپ کا ارادہ قاہرہ میں جا کر مدارس اور لائبریریاں دیکھنے اور شہر کی معزز شخصیات سے ملاقات کرنے کا تھا۔ مگر یہاں آپ کو خواب میں حضرت مسیح موعود یا حضرت خلیفہ اوّل نے فرمایا کہ حج کو چلے جاؤ ورنہ پھر جگہ نہ ملے گی۔ چنانچہ آپ نے وہاں سے مصر کی سیر کئے بغیر مکۃ المکرّمہ کا سفر اختیار فرمایا۔

پورٹ سعید سے سویز آتے ہوئے سیکنڈ کلاس میں پانچ آدمی آپ کے ساتھ اور سوار تھے ایک یورپین اور چار مسلمان، جن میں سے دو بدوی رؤساء اور ایک محکمہ تار کا افسر اور ایک ریلوے انسپکٹر تھا۔ آپ نے حضرت مسیح موعود کے دعاوی پر روشنی ڈالی۔ محکمہ تار کا افسر جو عربی کے علاوہ انگریزی، فرانسیسی اور اٹلی زبان بھی جانتا تھا آپ کی گفتگو سے بہت متاثر ہوا اور آپ کا پتہ لے کر نوٹ کر لیا اور آئندہ خط وکتابت رکھنے کا وعدہ کیا اور دوران سفر آپ کو آرام پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔

(ماخذ حیات نور صفحہ 592۔594۔ تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 416)

جدّہ اور مکہ سے حضرت صاحبزادہ صاحب کے خطوط

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے جدہ اور مکّہ سے مرسلہ خطوط کے بعض اقتباسات بھی نقل کر دئے جائیں تا قارئین کرام کو پتہ چل سکے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے جماعت احمدیہ کی ترقی کے لئے کس قدر دعائیں کی ہیں۔ پہلے خط میں آپ لکھتے ہیں:

’’خدا کے فضل سے مصر سے ہو کر احرام کی حالت جدہ پہنچ گئے ہیں۔ اللہ اللہ کیا پاک ملک ہے۔ ہر چیز کو دیکھ کر دعا کی توفیق ملتی ہے۔ خدا کی رحمتیں اس زمین پر بے شمار ہی معلوم ہوتی ہیں۔ احباب قادیان کے لئے، احمدی جماعت کے لئے اور حالت ...... کے لئے اس قدر دعاؤں کی توفیق ملی ہے کہ بیان نہیں ہوسکتی۔ میں نے احمدی جماعت کے لئے اور حالت ...... کے لئے اس سفر میں اس قدر دعائیں کی ہیں کہ اگر وہ ان کا اندازہ لگا سکیں تو ان کے دل محبت سے پگھل جائیں۔ لیکن ...... کے وقت بھی بڑی کامیابی معلوم ہوتی ہے۔ لوگ بڑے شوق سے باتیں سنتے ہیں...... کئی لوگوں نے اقرار کیا ہے کہ وہ غور کریں گے اور مجھ سے خط وکتابت کریں گے۔ اگر کوئی ان بلاد میں آ کر رہے تو انشاء اللہ بہت کامیابی ہوگی کیونکہ تعصب اور حسد سے خالی ہیں‘‘۔

ایک اور خط جو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی خدمت میں ارسال کیا۔ اس خط میں آپ نے تحریر فرمایا:

’’سیدی وامامی واستاذی۔

السلام علیکم

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور عنایت سے بخیر وخوبی کل بتاریخ 7/اکتوبر کو مکّہ مکرمہ پہنچ گئے ۔ خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر اور عنایت ہے کہ اس نے اپنے فضل سے اپنے پاک اور مقدس مقام کی زیارت کا موقعہ دیا۔ کل جب مکّہ کی طرف اونٹ آ رہے تھے دل کی عجیب کیفیت تھی کہ بیان نہیں ہوسکتی۔ محبت کا ایک جوش دل میں پیدا ہو رہا تھا اور جوں جوں قریب آتے تھے دل کا شوق بڑھتا جاتا تھا۔

میں حیران ہوں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اپنی حکمت اور ارادہ کے ماتحت کہاں سے کہاں کھینچ لایا۔ پہلے مصر کا

خیال پیدا ہوا، پھر یہ خیال آیا کہ راستہ میں مکہ ہے اس کی زیارت بھی کرلیں۔ پھر خیال ہوا حج کے دن ہیں ان سے بھی فائدہ اٹھایا جائے۔ غرض کہ ارادہ مصر سے مکہ اور حج کا ہوا اور آخر اللہ تعالیٰ نے وہاں پہنچا دیا۔

مجھے مدت سے حج کی خواہش تھی اور اس کے لئے دعائیں بھی کی تھیں لیکن بظاہر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ کیونکہ وہاں کے رستہ کی مشکلات سے طبیعت گھبراتی تھی اور یہ بھی خیال تھا کہ مخالفین کوئی شرارت نہ کریں۔ لیکن مصر کے ارادہ سے یہ خیال ہوا کہ مصر جانا اور راستے میں مکہ کو ترک کر دینا ایک بے حیائی ہے۔ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ جدہ سے مکہ کا سفر نہایت کٹھن ہے اور میر صاحب تو قریباً بیمار ہوگئے اور مجھے بھی سخت تکلیف ہوئی اور تمام بدن کے جوڑ جوڑ ہل گئے۔ لیکن بڑی نعمتیں بڑی قربانیاں بھی چاہتی ہیں۔ اس بڑی نعمت کے لئے یہ تکلیف کیا چیز ہے۔ مدینہ کا راستہ اور بھی طویل اور کٹھن ہے۔ لیکن چند دن کی تکلیف ان پاک مقامات کو دیکھنے کیلئے کہ جہاں رسول کریم فداہ ابی و اُمّی نے اپنی بعثت نبوت کا ایک روشن زمانہ گزارا کیا چیز ہے؟ میرا دل تو اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر قربان ہوا جارہا ہے کہ وہ کس حکمت کے ساتھ مجھے اس جگہ لے آیا۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت اس سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ اول تو اس جہاز سے جو مصر جاتا تھا رہ گئے۔ لیکن بعد میں جب اصرار کر کے دوسرے جہاز میں سوار ہوئے تو مصر پہنچتے ہی خواب آیا کہ حضرت صاحب یا آپ فرماتے ہیں کہ فوراً مکہ چلے جاؤ پھر شاید موقع ملے نہ ملے۔ چنانچہ دو جہاز چلے گئے اور ہم ان میں سوار نہ ہو سکے جس سے خواب کی تصدیق ہوگئی۔ اس طرح مصر کی سیر بھی نہ کرسکے اور جب مکہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ اب مصر نہیں جاسکتے۔ کیونکہ گورنمنٹ مصر کا قاعدہ ہے کہ سوائے ان لوگوں کے جو مصر کے باشندہ ہوں حج کے بعد چار مہینہ تک کوئی شخص حجاز وشام سے مصر تک نہیں جاسکتا۔ ...... میں نے تو ان سب واقعات کو ملا کر یہی نتیجہ نکالا ہے کہ منشائے الٰہی مجھے حج کروانے کا تھا اور مصر کا خیال ایک تدبیر تھی''۔

(ماخذ حیات نور صفحہ 592-594، تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 417-418)

روانگی سے قبل فرمایا:

۞ ......''میرے دل میں مدت سے خواہش تھی کہ مکہ معظمہ جو خدا کے پیاروں کی جگہ ہے وہاں جا کر دعائیں کروں۔

۞ ......''سرزمین مکہ سے اپنے ایک مکتوب میں فرمایا:

''اللہ اللہ کیا پاک ملک ہے۔ ہر چیز کو دیکھ کر دعا کی توفیق ملتی ہے۔ خدا کی رحمتیں اس زمین پر بے شمار ہی معلوم ہوتی ہیں''۔

۞ ......مکہ مکرمہ کے بارہ میں ایک خط میں لکھا:

''خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر اور عنایت ہے کہ اس نے اپنے فضل سے اپنے پاک اور مقدس مقام کی زیارت کا موقعہ دیا۔ کل جب مکہ کی طرف اونٹ آرہے تھے دل کی عجیب کیفیت تھی کہ بیان نہیں ہوسکتی۔ محبت کا ایک جوش دل میں پیدا ہورہا تھا اور جوں جوں قریب آتے تھے دل کا شوق بڑھتا جاتا تھا''۔

۞ ......حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے نام اپنے ایک خط میں آپ نے لکھا:

''سرزمین مکہ کی ہر ایک اینٹ اور ہر ایک مکان اور ہر ایک آدمی اور ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ایک ثبوت ہے۔ اس وادی غیر ذی زرع میں کیا کچھ سامان لاکر اکٹھا کردیا۔ کعبہ کو بھی دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ہر وقت سینکڑوں آدمی گھوم رہے ہیں اور عملی طور پر اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے احکام پر قربان کرنے کا اشارہ کر رہے ہیں۔ پھر اس سرزمین سے کیسا پاک انسان خاتم الرسل پیدا ہوا''۔

۞ ......ایک اور خط میں آپ نے تحریر فرمایا:

''دعاؤں سے رغبت اور دعاؤں کا القاء اور رحمت الٰہی کے آثار جو میں نے اس سفر میں اور خصوصاً مکہ مکرمہ اور ایام حج میں دیکھے ہیں وہ میرے لئے بالکل ایک نیا تجربہ ہے۔ اور میرے دل میں ایک جوش پیدا ہوا ہے کہ اگر انسان کو توفیق ہو تو وہ بار بار حج کرے۔ کیونکہ بہت سی برکات کا موجب ہے''۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 421، حیات نور باب ہفتم)

مکّہ میں دعوت الی اللہ اور آپ کے قتل کی سازش

آپ نے اپنے ایک خط میں لکھا:

''اس سفر میں بہت سے (دعوت الی اللہ) کے موقعے بھی ملتے رہے ہیں اور بہت سے نئے تجربات بھی ہوئے ہیں۔ شریف مکہ سے بھی ملنے کا اتفاق ہوا''۔

ایک اور خط میں فرمایا:

''معلوم نہیں کہ کس طرح مکّہ میں ہماری آمد کی اطلاع ہوگئی اور اکثر ہندوستانی اس بات کو جانتے ہیں۔ ...... مکّہ میں میں کچھ ایسا مشہور ہوا کہ بازار میں لوگ بعض دفعہ اشارہ کرکے ایک دوسرے کو بتاتے تھے کہ ابن قادیانی۔ اللہ اللہ قادیان حضرت صاحب کی وجہ سے کیسا مشہور ہوا''۔ (حیات نور صفحہ 595)

وہاں پر لوگوں میں علماء نے بہت غلط باتیں مشہور کر رکھی تھیں مثلاً ایک شخص نے جو رشتہ میں آپ کے ماموں تھے اور بھوپال کے رہنے والے تھے، بھوپال کے ایک رئیس (خالد نامی) کے ساتھ مل کر آپ کے خلاف سخت شورش بھی شروع کردی اور ساتھ ہی اہل حدیث مولوی ابراہیم سیالکوٹی کو (جو اس سال حج کو گئے تھے) مباحثہ کے لئے آمادہ کرلیا۔ مقصد یہ تھا کہ مکّہ میں باقاعدہ حکومت کوئی نہیں اگر مباحثہ ہوا تو لوگ جوش میں آکر انہیں قتل کردیں گے۔ اس شخص نے یا اس کے ساتھیوں نے گورنمنٹ حجاز کو بھی توجہ دلائی کہ آپ کے خلاف فوری کارروائی کرے اور اس فتنہ کو بڑھنے سے روکے۔ عبدالحئی عرب صاحب کے پاس جب مولوی ابراہیم صاحب کی دعوت مباحثہ پہنچی تو عرب صاحب نے پیغام لانے والے کو جواب دیا کہ ہم یہاں مباحثات کے لئے نہیں آئے، حج کی غرض سے آئے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کو اس اشتعال انگیزی کا ابھی تک کوئی علم نہ تھا۔ ایک دن آپ ایک عرب عالم مولانا عبدالستار قطبی کو جو شریف مکّہ کے بچوں کے استاد تھے دعوت الی اللہ کے لئے گئے۔ وہ عقیدہ کے لحاظ سے اہل حدیث تھے مگر چونکہ ان دنوں اہل حدیثوں کو سخت نفرت وحقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اس لئے وہ اپنے تئیں حنبلی ظاہر کرتے تھے۔ آپ کافی دیر تک ان کو دعوت الی اللہ کرتے رہے۔ آخر وہ کہنے لگے: آپ نے مجھے تو دعوت الی اللہ کرلی ہے اور آپ کی باتیں بھی معقول ہیں۔ لیکن میرے سوا کسی اور کو دعوت الی اللہ نہ کریں ورنہ آپ کی جان کی خیر نہیں اور خطرہ ہے کہ کوئی شخص آپ پر حملہ نہ کر بیٹھے۔ یا حکومت ہی آپ کو قید نہ کردے۔ پھر اس نے آپ کے غیر احمدی ماموں کا نام لیا کہ اس نے آپ کے خلاف اشتہار دیا یا دلوایا ہے اور لکھا ہے کہ اگر انہیں اپنے دعاوی کی صداقت پر یقین ہے تو مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی سے مباحثہ کرلیں۔ مولانا عبدالستار صاحب فرمانے لگے: مَیں نے مولوی سیالکوٹی صاحب سے کہا ہے کہ کہیں جوش میں آکر مباحثہ نہ کر بیٹھنا۔ کیونکہ یہاں احمدیوں سے زیادہ اہلحدیثوں کی مخالفت ہے۔ احمدیوں کے خلاف کسی کو اشتعال آیا یا نہ آیا تمہارے خلاف ضرور لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے ان سے پوچھا کہ آپ کس طرف سے زیادہ خطرہ محسوس کرتے ہیں؟ انہوں نے ایک عالم کا نام لیا کہ اسے تو بالکل دعوت نہ کرنا۔ اس پر حضور نے ان کو بتایا کہ مَیں اسے ایک گھنٹہ دعوت کرکے آرہا ہوں۔ وہ حیران ہوکر بولے پھر کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا: تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد وہ غصہ اور جوش کی حالت میں کہہ دیتے تھے کہ: نہ ہوئی تلوار ہمارے قبضہ میں ورنہ تمہارا سر قلم کردیتا۔

غرض مکہ میں مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آوازِ حق پوری قوت وشوکت سے آخر دم تک پہنچاتے رہے۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 420)

حضرت صاحبزادہ صاحب کا ایک مبارک رؤیا

مکّہ معظمہ سے ایک خط میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنا ایک مبشر خواب بھی درج فرمایا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے احمدیت کو بہت ترقی دینے والا تھا۔ آپ فرماتے ہیں:

'میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک جگہ ہوں اور میر صاحب اور والدہ ساتھ ہیں۔ آسمان سے سخت گرج کی آواز آرہی ہے اور ایسا شور ہے جیسے توپوں کے متواتر چلنے سے پیدا ہوتا ہے اور سخت تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ ہاں کچھ کچھ دیر کے بعد آسمان پر روشنی ہوجاتی ہے۔ اتنے میں اس دہشت ناک حالت کے بعد آسمان پر ایک روشنی پیدا ہوئی اور نہایت موٹے اور نورانی الفاظ میں آسمان پر کلمہ طیبہ لکھا گیا۔ میں نے میر صاحب سے پوچھا: آپ نے یہ عبارت نہیں دیکھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ ابھی آسمان پر یہ عبارت لکھی گئی ہے۔ اس کے بعد کسی نے باآواز بلند کچھ کہا جس کا مطلب یاد رہا کہ آسمان پر بڑے بڑے تغیرات ہورہے ہیں جس کا نتیجہ تمہارے لئے اچھا ہوگا۔ اس کے بعد اس نظارہ اور تاریکی اور شور کی دہشت سے آنکھ کھل گئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قادیان واپسی اور بعض مخالفین کا انجام

حج میں آپ نے احمدیت اور اہل قادیان کے لئے بیشمار دعائیں کیں۔ حج کے بعد آپ کا ارادہ کچھ عرصہ اور اس مقدس سرزمین پر قیام کرنے کا تھا مگر ایک تو آپ بیمار ہوگئے دوسرے حج ختم ہوتے ہی مکّہ میں ہیضہ پھوٹ پڑا۔ جو اتنا شدید تھا کہ لوگ گلیوں میں مُردوں کو پھینک دیتے تھے اور دفن کرنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت نانا جان گھبرا گئے۔ اور انہوں نے کہا ہمیں جلدی واپس چلنا چاہئے۔ چنانچہ آپ نے واپسی کی تیاری شروع کردی۔ آخری ملاقات کے لئے جب اس غیر احمدی ماموں کی طرف گئے تو معلوم ہوا کہ منیٰ سے واپسی پر وہ ہیضہ کے حملہ کی تاب نہ لاکر تھوڑی دیر میں ہی فوت ہوگئے ہیں۔

جب آپ جدہ پہنچے تو جدہ کے انگریزی قونصل خانہ میں بھی آپ کے ننھیال کے ایک رشتہ دار تھے۔ آپ ٹکٹ کے لئے ان کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آپ کو کمپنی کا ملازم سمجھ کر بڑی لجاجت سے کہا کہ ہمارا قافلہ تیس بتیس عورتوں اور مردوں پر مشتمل ہے اور اس وقت سخت مصیبت کا سامنا ہے۔ مگر ہمیں سب سے زیادہ فکر عورتوں کا ہے۔ ہیضہ کی وجہ سے عورتیں تو پاگل ہورہی ہیں۔ اگر آپ دس بارہ ٹکٹ خرید دیں تو ہم عورتوں کو یہاں سے رخصت کردیں۔ آپ نے فرمایا: عورتیں اکیلی کس طرح جائیں گی؟ اس پر اس نے کہا: آپ دو چار اور ٹکٹ لے دیں تو کچھ مرد بھی ان کے ساتھ جاسکیں گے اور ساتھ ہی روپوں کی ایک تھیلی آپ کو پکڑا دی۔ چنانچہ آپ نے اپنے رشتہ دار سے کہا کہ ان لوگوں کی حالت بہت قابل رحم ہے آپ ان کو بھی ٹکٹ لادیں۔ وہ اس وقت کسی بات پر چڑے ہوئے تھے کہنے لگے: کیا میں کوئی ایجنٹ ہوں کہ ٹکٹ لاتا پھروں۔ مگر آپ نے دوبارہ کہا کہ یہ رحم کا معاملہ ہے آپ ضرور کوشش کریں اور اگر ان کے لئے نہیں تو کم از کم میری خاطر ہی ٹکٹ لادیں۔ وہ واپس گئے اور تھوڑی ہی دیر میں

غالباً سترہ ٹکٹ لے کر واپس آئے۔ آپ نے وہ ٹکٹ اور باقی روپے کھڑکی میں سے اس شخص کو پکڑا دیئے۔ شاید دوسرے ہی دن جب آپ اپنے نانا جان کے ساتھ (منصورہ نامی) جہاز پر سوار ہونے کے لئے گئے اور جبکہ جہاز چلنے ہی والا تھا وہ نوجوان جہاز کے دروازہ پر ہی آپ کو ملا اور کہنے لگا: آپ نے اتنی دیر لگا دی جہاز تو چلنے والا ہے۔ چنانچہ انہوں نے خود ہی مزدوروں پر زور دے کر جلد جلد آپ کا اسباب جہاز میں رکھوایا اور پھر بڑی ممنونیت کا اظہار کیا کہ آپ نے بڑا احسان کیا جو ہمیں ٹکٹ لے کر دیئے ورنہ ہمارا اس جہاز پر سوار ہونا بالکل ناممکن تھا۔ آپ نے اس کا نام پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ وہی (خالد) ہے جو مکّہ میں بحث مباحثہ کرا کے آپ کو مار دینے کی سازش میں شریک تھا۔ یہ 25 دسمبر کا واقعہ ہے۔

عربی زبان میں ایک ٹریکٹ کی تجویز

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کے سفرحج سے واپس تشریف لانے کے بعد غالباً فروری 1913ء میں عرب ممالک کے لوگوں تک پیغام حق پہنچانے کے لئے ایک چہار صفحات کا ضمیمہ بزبان عربی اور ساتھ ہی اردو ترجمہ بھی شائع ہونا تجویز کیا گیا۔ اس کی ادارت کے لئے جناب سید عبدالحی عرب صاحب کی خدمات حاصل کی گئیں۔ مصر، حجاز، بغداد اور عربستان، علاقہ ایران وغیرہ سے معززین کے پتے بھی حاصل کر لئے گئے اور دوستوں میں تحریک کی گئی کہ اگر اس ٹریکٹ کے ایک ہزار خریداروں کی طرف سے سالانہ چندہ دو روپے کی ادائیگی کا وعدہ آ جائے تو ٹریکٹ جاری کر دیا جائے گا اور پہلا پرچہ سب صاحبان کے نام وی پی کیا جائے گا اور عربی ضمیمہ ان کی طرف سے ان ملکوں میں روانہ کیا جائیگا۔ یا وہ چاہیں تو خود منگوا کر اور پڑھ کر کسی ملک کو روانہ کر دیں۔

(ماخوذ از حیات نور صفحہ 599-600)

بعد ازاں غالباً مئی 1913ء میں یہ قرار پایا کہ حضرت مسیح موعود کے الہام ''مصالح العرب'' کے پورا کرنے کے واسطے اخبار بدر کے ساتھ ایک چار صفحات کا ضمیمہ عربی زبان میں معہ ترجمہ اردو شائع کیا جایا کرے اور عربی ممالک میں معززین کے نام بھیجا جایا کرے۔ غالباً اسی تجویز کا بعد ازاں نئے پیرایہ میں یوں فیصلہ ہوا کہ اخبار ہذا کا ایک ماہوار ایڈیشن عربی زبان میں نکالا جائے جس کی ادارت کے فرائض سید عبدالحی عرب صاحب ادا کریں۔ اس تجویز کو دوستوں نے بہت پسند کیا اور بعض احباب نے پیشگی چندہ بھی جمع کروا دیا۔

(ماخوذ از حیات نور صفحہ 619-620)

دو احباب کی مصر روانگی

مدرسہ احمدیہ کو عربی علوم کے چوٹی کے اساتذہ کی ضرورت تھی یہ خلا پُر کرنے کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے جولائی 1913ء کے آخری ہفتہ میں حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب لاہوری کو عربی تعلیم کے حصول کے لئے مصر روانہ فرمایا۔ لیکن اس فیصلہ تک پہنچنے سے پہلے کے مراحل کا حال حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی زبانی ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں بلادِ عربیہ میں (دعوت الی اللہ) کے لئے گیا ہوں اور مجھے وہاں کامیابی ہوئی ہے۔۔۔

حضرت مولانا نورالدین صاحب کے مکتب میں

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل سے میں نے دو تین سال پڑھا۔ اس دوران میں حضور کی عیادت کا بھی مجھے موقع ملا۔ جب حضور گھوڑے سے گر کر زخمی ہوئے ہیں اُنہی دنوں کی بات ہے۔ شیخ تیمور احمد صاحب جو حضرت خلیفہ اوّل کے شاگرد تھے سے آپ نے فرمایا کہ ولی اللہ شاہ کو وقف کی تحریک کی جائے اور ان سے میرے متعلق اچھی امید کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ شیخ تیمور احمد صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ میں مخلص ہو کر دینی تعلیم حاصل کروں اور کالج کی تعلیم کا خیال چھوڑ دوں اور جب حضرت خلیفہ اوّل نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، حضرت حافظ روشن علی صاحب اور شیخ تیمور کو مفتاح العلوم کا سبق پڑھانے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے مجھ سے بھی فرمایا کہ میں بھی شریک ہو جاؤں۔ مجھے عربی کا بہت معمولی علم تھا بلکہ نہ ہونے کے برابر۔ میں حیران ہوا بلکہ میرے ساتھی بھی حیران ہوئے لیکن حکم کی تعمیل میں دو تین سبقوں میں شریک ہوا۔ مجھے اپنی کمزوری کا نہایت درجہ احساس ہوا۔ حضرت حافظ صاحب سے سبق پڑھنے کیلئے جدوجہد کی۔ میرے دوست مرزا برکت علی صاحب بھی میرے ساتھ وہی سبق پڑھتے تھے جو میں پڑھتا تھا۔ (بیت) مبارک میں ہمیں حافظ صاحب پڑھا رہے تھے ایک دن مجھ سے کہنے لگے: ''تہانوں نہیں عربی اونی'' میں نے ہنستے ہوئے کہا میرا بھی یہی خیال ہے۔ کون زیر زبر پیش کے ساتھ ساتھ ہر دفعہ آنکھیں اونچی نیچی کرے۔ اگر یہ زیر زبر پیش نہ ہو تو پڑھنا ناممکن ہے۔ اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ پڑھائی جاری رکھوں یا نہ رکھوں۔ ایک جمعہ کے دن (بیت) مبارک کے اُس حجرہ میں جہاں حضرت مسیح موعودؑ کو سرخی والا نشان دکھایا گیا تھا بیٹھا پڑھ رہا تھا۔ اسی کمرہ میں میری رہائش تھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی میرے پاس تشریف لائے اور اِدھر اُدھر کی باتیں شروع کر دیں۔

دوران گفتگو میں مجھ سے فرمایا۔ کیا خیال ہے اگر آپ کو مصر بھیج دیا جائے تو آپ وہاں عربی پڑھیں۔ مدرسہ احمدیہ کے لئے بھی ہمیں ضرورت ہے۔ میں یہ بات مذاق سمجھا لیکن بار بار فرمایا۔ مذاق نہیں یہ اقرار کریں تو ابھی انتظام کیا جا سکتا ہے۔ آپ اُٹھے نہیں جب تک کہ مجھ سے پختہ اقرار نہیں لے لیا اور چند دنوں میں میری اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے سفر کی تیاری ہوگئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے دعا کے ساتھ ہمیں الوداع کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خوش خوش باہر شہر سے جا کر ہمیں یکے پر بٹھا کر رخصت کیا۔ یہ واقعہ 1913ء کا ہے۔

حضرت خلیفہ اوّل کی بیش قیمت نصائح

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب لاہوری کی روانگی سے قبل مورخہ 5/جون 1913ء کو حضرت خلیفہ اول نے انہیں دو خطوط لکھ کر دیئے تھے جو بیش قیمت نصائح اور ہدایات پر مشتمل ہیں۔ ہم ذیل میں مربیان اور طالبعلموں کے فائدہ کے لئے خصوصاً اور افراد جماعت کے لئے عموماً ان میں سے چند نصائح درج کرتے ہیں جو آج بھی مشعل راہ ہیں اور ان پر عمل کرنا بیش بہا برکتوں کا موجب ہوگا۔

ان نصائح میں آپ نے علم کی فضیلت اہمیت اور مختصر فہرست علوم و کتب بھی درج فرمائی نیز فرمایا کہ:

''طالبعلم کو چاہئے کہ علم محض للہ سیکھے اور اللہ کی مدد لے کر اور اللہ تعالیٰ میں ہو کر سیکھے۔ شریعت کے احکام کا عالم بنے اور فخر کرنے والا نہ ہو، نہ ہی بڑائی جتانے والا ہو۔ دوسروں سے علمی باتیں کر کے اپنا علم پکا کرتا رہے اور بار بار پڑھتا اور یاد کرتا رہے اور ایک دن کا کام دوسرے دن پر نہ ڈالے''۔

''زبان بولنے اور سننے سے آتی ہے۔ صرف ونحو کے پڑھنے سے ہرگز نہیں آتی۔ کیا ہم نے پنجابی صرف ونحو پڑھ کر سیکھی ہے؟ کبھی صرف ونحو پر وقت ضائع نہ کرو''۔

''گاہے گاہے توفیق ملے تو مکّہ معظمہ، بیت المقدس، اور دمشق، شام چلے گئے۔ ہر ہفتہ لکھا دیا کرو''۔

''کوئی عجیب بات اس سے عمدہ نہیں کہ دعائیں مانگو۔ اللہ تعالیٰ کو مددگار بناؤ، اسی سے یار و مددگار طلب کرو۔ میرے لئے صرف دعا''۔

''جدیدہ مطبوعات سے آگاہی، مفید کتاب کی نقل جو طبع ہونے والی نہ ہو۔ قیمت میں روانہ کروں گا''۔ (حیات نور صفحہ 631-632)

یہ تمام نصائح ہی بیش قیمت اور سنہری حروف سے لکھنے والی ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ سے دعا، اسی کی خاطر علم کا حصول اور خلیفۂ وقت کے لئے دعا اور ہر نئی علمی اور تحقیقی خبروں سے اسے باخبر رکھنا اور خلیفۂ وقت کی خدمت میں ایسے امور کے ساتھ دعا کی غرض سے خطوط لکھتے رہنا ایسے بنیادی زرّیں اصول ہیں کہ جس کو ہمیں حرز جان بنا لینا چاہئے۔

حضور کے دوسرے خط سے پتہ چلتا ہے کہ ابوسعید عرب صاحب ان دنوں وہاں بلاد عربیہ میں مقیم تھے کیونکہ حضور نے حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب لاہوری کو اس خط میں لکھا کہ ابوسعید عربی صاحب سے مل کر طریق تعلیم کے بارہ میں راہنمائی حاصل کریں۔

(حیات نور صفحہ 633)

بلاد عربیہ میں قیام کے دوران کے بعض امور کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب لکھتے ہیں:

قاہرہ اور بیروت میں تعلیم

قاہرہ میں قدیم طریقہ تعلیم سے میرا دل اُچاٹ ہو گیا۔ ابھی چار ماہ گزرے تھے کہ اس تصرف سے بیروت دیکھنے کا مجھے موقع ملا اور میں نے شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب کو قاہرہ چھوڑ کر بیروت میں پڑھائی شروع کر دی۔ اتنے میں جنگ عظیم اوّل شروع ہوگئی اور بیروت خطرہ میں تھا۔ میرے اساتذہ نے مجھے مشورہ دیا کہ میں حلب چلا جاؤں۔ چنانچہ میں حلب آیا اور یہاں اعلیٰ پایہ کے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ اسی اثنا میں مجھے سات ماہ ایک ترکی رسالہ میں بھی خدمت کا موقع ملا اور میری اس خدمت کے صلہ میں سفارش کی گئی کہ ترکی کے امتحان کی شرط سے مجھے مستثنیٰ کیا جائے۔

صلاح الدین ایوبیہ کالج بیت المقدس

بیت المقدس میں میں نے امتحان دیا اور اچھے نمبروں پر پاس ہوا اور صلاح الدین ایوبیہ کالج بیت المقدس میں بطور استاد متعین ہو گیا اور یہاں عربی میں پڑھانے اور تعلیم جاری رکھنے کا سنہری موقع ملا۔ فن تعلیم و تدریس میں مقابلہ کے ایک امتحان کا اعلان ہوا جس میں کئی اساتذہ شریک ہوئے۔ میں اس امتحان میں اوّل رہا اور مجھے تمغہ اور پچاس اشرفیاں انعام ملیں اور شام کی یونیورسٹی سے جو سند بہ دستخط وزیر تعلیم اور کونسل جاری کی گئی وہ بھی تعلیمی لحاظ سے میرے لئے بہت خوش کن تھی۔ اس میں اس بات کا ذکر تھا کہ ایک قلیل عرصہ میں علوم آداب عربیہ کی ایسی قابلیت حاصل کر لینا ایک نادر بات ہے۔ (الحمدللہ علیٰ ذالک)

یہ میری تعلیمی جدوجہد کی مختصر سرگذشت ہے۔ (مشار الیہ سند مع قیمتی لائبریری 1947ء میں بوقت تقسیم لوٹ میں ضائع ہوگئی) صلاح الدین ایوبیہ کالج میں مجھے تاریخ ادیان، انگریزی اور اُردو پڑھانے کا موقع ملا اور شام میں انگریزوں اور امیر فیصل کی افواج کے داخل ہونے کے بعد مجھے سلطانیہ کالج کا وائس پرنسپل منتخب کیا گیا اور یہاں علم النفس (Psychology) اور علم الاخلاق (Ethics) کے مضامین دیئے گئے۔

اسیری اور رہائی

اکتوبر 1918ء کے آخر میں جنرل ایلیٹ کے حکم سے جوڈیشل ملٹری نے مجھے حراست میں لیا اور بطور اسیر جنگی اور اسیر سیاسی قاہرہ لے گئے اور جنگ ختم ہونے کے بعد مئی 1919ء کے اواخر میں لاہور لایا اللہ

باقی صفحہ 6 پر

مکرم کرنل (ر) بشارت احمد صاحب سیٹھی

انسانی پیدائش کی غرض عبادت ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ رب العرش العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کیا اور اس اشرف المخلوقات انسان کی پیدائش کی غرض قرآن کریم فرقان حمید میں یوں بیان فرمائی۔

ہم نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ...... (سورۃ الذاریات آیت نمبر 57)

یعنی انسان کو اس لئے پیدا کیا گیا کہ اس کے ذریعے خالق ارض وسماء کا ظہور اور اس ذات پاک کی نمود ہو۔ اسرار فطرت اور رازہائے قدرت کھل کر سامنے آجائیں اور انسان اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بنے جس کے لئے ضروری ہے کہ انسان بدیوں اور گناہوں سے نجات پا جائے اور اپنے دل کو پاک کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک لوگ ہی اس کی بارگاہ میں باریاب ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تم عبادات میں یہ بات مدنظر رکھی گئی ہے کہ ان کے ذریعے نفس انسانی بدیوں سے پاک ہوجائے اور اسے ایسی طاقت مل جائے کہ وہ مختلف قسم کے ہوا وہوس چھوڑنے کے قابل ہو جائے اور ایک طرف اللہ تعالیٰ سے اس کے تعلقات درست ہو جائیں اور دوسری طرف مخلوق الٰہی سے اس کے تعلقات بالکل صاف اور درست رہیں اور انسان خدانما وجود بنے اور مظہر ذات باری بن کر تخلیق کائنات کی غرض و غایت پوری کرے۔ اس کے لئے انسان کو عبد کیا گیا ہے کیونکہ عبادت کے ایک معنی کسی کا نقش قبول کرنے کے ہیں اور انسان کو ایسے ملکوتی قومی اور اعلیٰ اقدار ودیعت ہوئے ہیں جن کی مدد سے حد بشریت کے اندر رہتے ہوئے جہاں تک انسان کے لئے ممکن ہے وہ صفات الٰہیہ کا نقش پیش کرسکتا ہے اور ان کو اپنے اندر پیدا کرنے کی پوری اہلیت رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو سب سے اعلیٰ مخلوق بنا دیا اور سب خلق اس کے نیچے آگئی اور اس مرتبہ کو حاصل کرنے کے لئے انسان پر بھی لازم ہے کہ وہ انسان کامل بن جائے اور بااخلاق بن جائے۔

اور سب سے بہتر اخلاق والی ہستی سید کونین، سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، ہادیٔ برحق، مقصود کائنات، حاصل کون ومکاں، محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں جن کے متعلق قرآن کریم فرقان حمید میں ارشاد ہے۔

یعنی اے رسول ﷺ تو (اپنی تعلیم اور عمل) میں اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر قائم ہے۔

اور پھر آپ کی تعلیم اور مقدس اسوہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ جیسا کہ اللہ فرماتا ہے:۔

''بیشک رسول کریم ﷺ کا نمونہ آپ کے لئے بہترین نمونہ ہے''۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ قول باری تعالیٰ ہے۔

''ہم نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا''۔

اس کی تفسیر کیا ہے اس میں رازہائے پوشیدہ کیا ہیں اور دیکھتے ہیں کہ انسان کو پیدا کیوں کیا گیا؟ اور پیدائش انسانی کی غرض کیا تھی؟ اور اس میں کیا راز اور اسرار پوشیدہ تھے؟

فرمایا میں نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادات کے لئے پیدا کیا یعنی اس لئے کہ وہ میرے ظہور کا موجب اور میری صفات کا مظہر بنیں۔

پھر حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

''میں ایک مخفی خزانہ تھا پھر میں نے ارادہ کیا کہ میں پہچانا جاؤں اس لئے میں نے آدم کو پیدا کیا اور آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا''۔

ان سب ارشادات کا مطلب ہے کہ انسانی پیدائش کا مقصد ذات باری کا ظہور اتم ہے کیونکہ وہ صفات الٰہیہ کا مظہر بن سکتا ہے اور اس کی قدرت کے اسرار پر سے پردہ اٹھانے کی ذہنی استعداد لے کر پیدا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ استنباط ایجادات اور نئے نئے انکشافات کی جو قابلیتیں انسان کو ودیعت کی گئی ہیں وہ کسی بھی دوسری مخلوق کو عطا نہیں ہوئیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے انسان پر بیشمار و بے حساب کرم کئے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد کیا۔

ہم نے انسان تیرے لئے زمین و آسمان، شمس و قمر، سیار وثوابت، ہوا اور فضا غرضیکہ ساری کائنات مسخر کردی ہے اور نظام عالم تیرے سپرد کر دیئے ہیں اور زمین کی تمام چیزیں تیرے آرام و آسائش، تیرے گزراوقات اور تیرے استعمال کے لئے پیدا کردی ہیں ہم نے آسمان کا شامیانہ تیرے لئے تانا ہم نے زمین کا فرش تیرے لئے بچھایا ہم نے آفتاب، مہتاب کی قندیلیں تیرے لئے نصب کیں ہم نے ستاروں کی چمکیلی چمکیاں تیرے لئے ٹانکیں، رات تیرے لئے بنائی دن تیرے لئے پیدا کیا، کھانے پینے کی سہولتیں تجھے عطا کیں، سونے جاگنے کی نعمت تجھے مرحمت فرمائی، چلنے پھرنے کی طاقت تجھے عطا کی، اٹھنے بیٹھنے کی قوت تجھے بخشی۔ غرض کون سی نعمت ہے جو تیرے لئے نہ پیدا کی ہو۔

اے انسان دیکھو تجھ سے صرف ایک خواہش رکھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میری عبادت کیا کرو اور عبادت کی غرض صرف اقرار عبودیت نہیں حصول تقویٰ اور تکمیل روحانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ وسبحانہ نے انبیاء کرام کو بھی اس غرض سے مبعوث فرمایا کہ وہ پہچانا جائے، بندوں کو شریعت سکھائیں اور انہیں پاک بنائیں اور پھر اللہ کریم نے انسان کو بہترین طریق پر پیدا کیا۔

اور پھر جو مولا کریم کے احکامات کی پیروی نہیں کرتا اس کو پست سے پست کر دیا یعنی اس کو ادنیٰ درجہ میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہر قسم کی قوتیں اور طاقتیں عطا کی ہیں اور انسان کو ہر رنگ کی طاقت دے کر قدرت دے دی کہ چاہے کافر بنے یا شکرگزار بندہ بنے اس مقصد حیات اور پیدائش انسان کی غرض کو حاصل کرنے کے لئے بچے کی پیدائش سے پہلے دعا کی جاتی ہے۔

''اے خدا ہمیں شیطان سے بچا اور جو اولاد بھی دے اسے بھی شیطان سے محفوظ رکھ'' اور پھر بچے کی پیدائش کے وقت اس کے دائیں کان میں نداء اور بائیں کان میں اقامت کہی جاتی ہے۔ جو دین حق کے عقائد کی اعلیٰ تعلیم اپنے اندر رکھتی ہے۔ پھر جب بچہ سات سال کا ہو تو نماز کی ترغیب دی جاتی ہے اور جب دس سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر سخت تاکید کی جاتی ہے یہاں تک کہ نماز نہ پڑھنے پر اسے مارنے تک کا حکم ہے کیونکہ انسانی زندگی کا مقصد اور پیدائش کی غرض وغایت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور عبادت کا اصل ذریعہ قیام نماز ہے اور نماز ہی وہ واحد رکن ہے جس کے ذریعے ایک مومن حقیقی معنوں میں تعلق باللہ قائم کرسکتا ہے۔ نماز وہ حکم خداوندی ہے جو ہر قسم کی بدیوں اور برائیوں سے بچاتی ہے۔ یقیناً نماز بدیوں اور برائیوں سے بچاتی ہے''۔

(سورۃ العنکبوت آیت نمبر 46)

احمدی بچوں اور بچیوں کی بچپن اور لڑکپن ہی سے ایسی تربیت کی جائے کہ بلوغت میں پہنچ کر وہ صرف انسان نہ ہوں بلکہ انسان کامل کے متبع بن جائیں اور ان کا تعلق مخلوق سے بھی درست ہو اور اللہ تعالیٰ سے بھی درست ہو اور وہ ان امور سے مجتنب رہیں جو ان کے دلوں کو خراب کرنے والے ہوں اور ان امور پر عمل کریں جن سے دل پاک ہوں۔

پس انسان کو غرض بعثت انسانی کو پورا کرنے کے لئے حقوق اللہ کے علاوہ حقوق العباد بھی ادا کرنے چاہئیں اور نہ صرف احمدیوں بلکہ تمام مخلوق خدا، چرند و پرند اور اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہر چیز سے محبت اور پیار کا سلوک کرنا چاہئے اس کے علاوہ انسان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے جذبات شکر ادا کرے، اس کا اظہار کرے۔ اس کے احسانوں کا اپنی زبان سے اقرار کرے اور پھر رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود وسلام بھیجے۔

ہم احمدی کس قدر خوش قسمت اور خوش نصیب ہیں کہ روئے زمین پر صرف اور صرف ہم ہی ہیں جن کو خلافت کی عظیم نعمت حاصل ہے خلیفہ جو نبی کے نور سے نور لے کر آگے بڑھتا ہے جو مختلف رنگ ونسل مختلف ملکوں قوموں زبانوں کے ہونے کے باوجود ہم ہر قسم کی دینی و دنیاوی اور موجودہ حالات کے متعلق راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نظام خلافت کی برکات سے بہرہ ور ہونے اور خلافت سے پیار ومحبت اور مکمل فرمانبرداری کرنے کی توفیق دے اور جب ہم اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں تو اللہ تعالیٰ فرمائے۔

اے وہ نفس جو اپنے ملک حقیقی کے تعلق سے آرام پا گیا تو اپنے رب کی طرف لوٹ آ۔ اس حال میں کہ تو اس کا پسند کرنے والا بھی ہے اور اس کا پسندیدہ بھی۔ پس تو میرے خاص بندوں میں مل جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

اللہ تعالیٰ اپنے خاص الخاص فضل رحم اور کرم کرتے ہوئے ہمیں پیدائش انسانی کی غرض کو اس کے بتائے ہوئے طریق پر عمل کرنے کی توفیق دے اور اگر ہم نے اس کے حکموں کے مطابق زندگی نہ بسر کی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

یاد رکھو میں تیرا محسن ہوں اور احسان فراموشی جرم عظیم ہے میں نے تمہیں سب کچھ دیا اگر تو نے غرض خلقت کی تکمیل نہ کی تو تیری عبادت بے معنی اور تیرے لئے دنیا اور آخرت میں شرمندگی ہی شرمندگی ہے اور دنیا میں تو لازماً زندگی بے بندگی شرمندگی کا مصداق ہے۔

بقیہ صفحہ 5

گیا۔ بظاہر میں حکومت برطانیہ کا شاہی قیدی تھا لیکن حقیقت میں آسمانی اسیر تھا جس سے سلسلہ کے لئے کئی ایک خدمات لینا منشائے الٰہی تھا۔ یہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجھے آزاد کروایا۔ ان دنوں پنجاب کے گورنر ریڈوائر (Redwire) تھے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب، چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اور حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب وغیرہ ان کے پاس لاہور بھیجے گئے۔ اس تحریری ہدایت کے ساتھ کہ اگر پچاس ہزار روپیہ کی ضمانت بھی دینی پڑے دی جائے۔ غرض مجھے قادیان جانے کی اجازت دی گئی۔ اس پابندی کے ساتھ کہ اگر باہر کسی جگہ جانا ہو تو گورنمنٹ کو اطلاع دینا ضروری ہوگا اور یہ نگرانی دیر تک رہی۔ (ماخوذ از کتاب حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب تالیف احمد طاہر مرزا)

دو عربوں کا قادیان میں ورود

ستمبر 1913ء میں دو عرب قادیان میں تشریف لائے۔ ایک نے خوش الحانی سے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کو قرآن شریف سنایا جس سے حضور خوش ہوئے اور اسے نصیحت کی کہ ایک جگہ قیام کرنا چاہئے شہر شہر پھرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ (حیات نور صفحہ 639)

یہاں قارئین کرام کی یاددہانی کے لئے عرض ہے کہ یہ اس وقت کی باتیں ہیں جب عرب ملکوں سے تیل کی دولت ابھی نہیں نکلی تھی اور ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت ہونے کی وجہ سے تجارتی اور مادی احوال بہتر تھے اس لئے کئی عرب ہندوستان میں تجارت کی غرض سے آتے تھے اور بعض عرصہ دراز تک ادھر ہی رہائش اختیار کئے رکھتے تھے۔ نیز بعض سیاحت اور عربی زبان اور دینی علوم سکھانے وغیرہ کو بھی پیشہ بنا کر اس ملک میں قیام کرتے تھے۔

مکرم ڈاکٹر فضل الرحمٰن بشیر صاحب۔تنزانیہ

28 مئی 2010ءکو سانحہ بیت النور لاہور میں قربان ہونے والے

محترم محمود احمد شاد صاحب مربی سلسلہ کا ذکر خیر

28 مئی 2010ء کو سانحہ لاہور میں میرے عزیز دوست ماڈل ٹاؤن بیت النور کے مربی سلسلہ محترم محمود احمد شاد صاحب بھی شامل ہیں جو دوران خطبہ جمعہ دہشت گردوں کی گولیوں کا نشانہ بنے اور سلسلہ سے اپنی کامل وفا کا ثبوت دیتے ہوئے اور اپنی ذمہ داری کو نہایت احسن رنگ میں نبھاتے ہوئے اپنے خون کا نذرانہ پیش کر گئے۔

کل میں MTA پر ان کی شہادت پر تیار کی گئی ڈاکومنٹری دیکھ رہا تھا بوقت شہادت ان کا چہرہ خون سے بھرا ہوا تھا اور لہو کے یہ چھینٹے غازۂ رخسار بن کر ان کے چہرے پر دمک رہے تھے۔ چہرے پر وہ سکون اور اطمینان دکھائی دے رہا تھا جو صرف ایک نفس مطمئنہ کو حاصل ہوتا ہے۔ ان کا چھوٹا بیٹا عزیزم نوید احمد بھرائی ہوئی آواز میں بیان کر رہا تھا کہ جب دہشت گرد گولیوں کی بوچھاڑ کرتے ہوئے بیت النور کے بالکل قریب پہنچ گئے تو محترم شاد صاحب نے احباب سے کہا کہ وہ لیٹ جائیں مگر خود کھڑے رہے اور کسی خوف کا مظاہرہ نہیں کیا۔ دعائیں کرتے رہے اور دعاؤں کی تلقین کرتے رہے کہ اسی اثناء میں خود دہشت گرد کی گولیوں کا نشانہ بنے اور نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے۔ ع

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے

ان کے ایک دوست نے کہا کہ جس رنگ میں وہ فرض نبھاتے ہوئے شہید ہوئے ہیں وہ ایک انوکھا واقعہ ہے یقیناً یہ طرز شہادت سلسلہ کے مربیان کے لئے ایک مشعل راہ ہے۔ ان کی بہنوں نے اپنے انٹرویو میں کہا کہ ان کی جدائی کا دکھ تو ضرور ہے مگر جس بہادری سے انہوں نے راہ خدا میں جان دی ہے اس نے ان کے سر فخر سے بلند کر دیئے ہیں۔ میں انہیں کہتا ہوں کہ انہوں نے صرف آپ کا ہی نہیں بلکہ پوری جماعت کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔ اس واقعہ سے صرف تین ماہ قبل وہ راولپنڈی سے ٹرانسفر ہو کر لاہور آئے تھے۔

راولپنڈی میں کئی سال خدمات سرانجام دیں۔ ماڈل ٹاؤن لاہور آنے کے کچھ عرصہ بعد سے انہیں دھمکیاں ملنا شروع ہو گئی تھیں۔ گمنام ٹیلیفون کالوں کے ذریعہ انہیں ہراساں کرنے کی کوششیں کی جاتی رہیں۔ ان کے بعض جاننے والوں نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ کسی اور جگہ اپنی تبدیلی کروالیں مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ کسی کے ساتھ ان کی ذاتی دشمنی نہیں اور یہ دھمکیاں جو مخالفین احمدیت کی طرف سے انہیں دی جا رہی ہیں اگر ان کی جگہ کوئی اور مربی سلسلہ تعینات ہوگا تو اسے بھی اسی طرح خوفزدہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ان کی اہلیہ محترمہ نے بیان کیا کہ شہید مرحوم کہتے تھے کہ اگر خدا تعالیٰ یہاں مجھ سے قربانی لینا چاہتا ہے تو میں اس کے لئے تیار ہوں۔ ع

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو

اور پھر واقعتاً اس فدائی خادم دین اور جاں نثار خلافت نے دہشتگردوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بڑی استقامت سے یہ کہتے ہوئے اپنی جان وار دی کہ ع

اس راہ میں جان کی کیا پرواہ جاتی ہے اگر تو جانے دو

شاد صاحب مرحوم سے میرا تعلق بچپن سے تھا جب کچھ عرصہ ہم حافظ کلاس میں اکٹھے رہے اور پھر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے اکٹھے میٹرک پاس کیا۔ ہم ایک کلاس اور ایک ہی سیکشن میں تھے۔ میں نے انہیں بہت قریب سے دیکھا ہے وہ بہت ذہین اور زبردست حس مزاح رکھنے والے تھے۔ بہت حاضر جواب تھے۔ محفل کو گل وگلزار بنا دینے کا فن انہیں خوب آتا تھا۔ اپنی قابلیت کی بدولت بہت جلد وہ سٹیج کی رونق بن گئے۔ سکول کی اسمبلی میں ترانہ پڑھا کرتے تھے۔ کلاس میں بھی بڑے ہر دلعزیز تھے۔ ہمارے استاد محترم ابراہیم سارچوری صاحب اکثر ان سے نظمیں پڑھوایا کرتے تھے۔ اطفال الاحمدیہ کے اجلاسوں میں ان کی شرکت اور ہر مقابلے کے بعد ڈھیروں انعامات وصول کرنا اچھی طرح یاد ہے۔ خاص طور پر تلاوت میں وہ ہمیشہ اول انعام حاصل کرتے۔ اپنے استاد محترم قاری محمد عاشق صاحب کی طرز میں تلاوت کرتے تھے۔ اسی وجہ سے انہیں یہ اعزاز حاصل رہا کہ متعدد مرتبہ خلفائے احمدیت کی موجودگی میں پوری اطفال الاحمدیہ ربوہ کی نمائندگی میں سٹیج پر تلاوت کرتے رہے۔ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث بیرونی ممالک کے دورہ سے واپس تشریف لائے تو اطفال الاحمدیہ ربوہ کی نمائندگی میں حضور انور کو پھولوں کا گلدستہ پیش کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ نظمیں بہت اچھی پڑھتے تھے۔ حضرت مصلح موعود کی مشہور نظم ع

دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو

ان کی پسندیدہ نظموں میں سے تھی۔ شاعر احمدیت محترم ثاقب زیروی صاحب کی شہرہ آفاق نظم ع

فرصت ہے کسے جو سوچ سکے پس منظر ان افسانوں کا

بالکل ثاقب صاحب کے انداز اور لے میں پڑھا کرتے تھے کہ سماں بندھ جاتا تھا۔ جماعت کے بزرگوں سے بے انتہا محبت رکھتے تھے اور ان سے ملنا باعث برکت خیال کرتے۔ مجھے یاد ہے مغرب کی نماز اکثر بیت مبارک ربوہ میں ادا کرتے اور بعد میں دوڑ دوڑ کر بزرگان سے مصافحہ کرتے۔ یہ سب کچھ انہوں نے اپنے والد محترم سے ورثہ میں پایا تھا۔ ان کے والد چوہدری غلام احمد صاحب ایک سچے اور جاں نثار خادم احمدیت تھے۔ انتقال اراضی کے محکمہ سے ان کا تعلق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اپنی زمینوں کے معاملات پر ان سے رائے لیا کرتے تھے اس طرح محترم محمود شاد صاحب کا بچپن ہی سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث سے قریبی تعلق تھا ان کے والد اکثر انہیں ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ بچپن میں شاد صاحب کا قد بہت چھوٹا تھا۔ حضور انور نے انہیں ازراہ شفقت کوہاٹ بھجوایا تا کہ آب وہوا اور پانی کی تبدیلی سے ان کا قد بڑھ جائے۔ اگرچہ ان کے جسمانی قد میں تو زیادہ اضافہ نہ ہوا مگر عشق وفدائیت کے جذبے نے ان کے روحانی قد کو بلند کرتے کرتے شہادت جیسے بلند مقام پر فائز کر دیا۔ شاد صاحب اپنی چھ بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے۔ ان کے والد محترم نے اپنے اکلوتے فرزند کو خدا کی راہ میں وقف کر دیا اور اس سعادت مند بیٹے نے اپنے باپ کی خواہش کی ہمیشہ لاج رکھی۔ انہیں اپنے والد محترم سے بڑی محبت تھی۔ اکثر مجھ سے اس بات کا تذکرہ کرتے تھے کہ ان پر ہونے والے افضال وانعامات کے پیچھے ان کے والد کی دلگداز دعائیں ہیں جو ہر مشکل گھڑی میں بھی ایک ڈھال کی طرح ان کے آگے کھڑی ہوتی ہیں۔ خلافت سے ایک عشق کا تعلق تھا۔ غالباً 2001ء میں تنزانیہ میں مربیان میں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے پر انہیں جلسہ سالانہ لندن کے لئے منتخب کیا گیا تو وہ اپنی اہلیہ اور بچوں کو بھی ساتھ لے گئے۔ اس کے لئے انہوں نے قرض لینا بھی گوارا کر لیا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کیوں اپنے اوپر اتنا بوجھ ڈالتے ہیں بعد میں اس کی ادائیگی آپ کے لئے مشکل ہو جائے گی۔ کہنے لگے معلوم نہیں پھر کبھی جلسہ پر جانا نصیب ہو میں چاہتا ہوں میری اولاد خلیفہ وقت سے مل لے تا کہ ان کے اندر بھی خلافت سے عشق ومحبت پروان چڑھے۔ یقیناً انہوں نے اپنے بیٹوں عزیزم سعود احمد اور عزیزم نوید احمد کی بہت اچھی تربیت کی۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اپنے باپ کی نیکیوں کا وارث بنائے۔ آمین

شاد صاحب مرحوم بہت سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ نمود ونمائش نام کو نہ تھی لباس بھی سادہ مگر اچھا اور صاف ستھرا ہوتا۔ دعوت الی اللہ کا جنون تھا۔ ارنگا کے علاقہ میں انہوں نے دعوت الی اللہ کا حق ادا کر دیا۔ اس علاقے میں عربوں کا بڑا اثر ہے اس وجہ سے انہیں مخالفت کا بھی بہت سامنا کرنا پڑا مگر کسی خوف کا مظاہرہ نہیں کیا۔ انہوں نے اپنی دعوت الی اللہ کی مہمات کی وڈیو بھی بنائی تھیں جو میں نے بھی دیکھی ہیں اور یہ ایک بڑا قابل قدر اور ایمان افروز اثاثہ ہیں اور نئے مربیان کے لئے بڑی راہنمائی کا موجب بن سکتی ہیں۔ MTA کی ڈاکومنٹری میں کئی تصاویر دکھائی گئیں جن میں وہ اہم سرکاری عہدیداروں کو قرآن کریم اور جماعتی کتب دیتے ہوئے دکھائے گئے ہیں۔ کئی تصاویر کا تعلق موروگورو سے تھا جن کا میں خود گواہ ہوں۔ موروگورو میں جب ان کی تبدیلی ہوئی تو انہوں نے آتے ہی 23 مارچ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی عظیم تصنیف ''علم الہام عقل اور سچائی'' پر ایک بڑے سیمینار کا انعقاد کروایا جس میں اس وقت کے ریجنل کمشنر نے بھی شرکت کی۔

افراد جماعت سے بڑا قریبی اور محبت کا تعلق تھا۔ ہر کسی سے مسکرا کر ملنا ان کی خاص بات تھی۔ دراصل وہ ایک صاف دل انسان تھے اور بات دل میں نہ رکھتے تھے۔ تنزانیہ میں محترم شاد صاحب نے گیارہ سال سے زائد عرصہ تک خدمات سرانجام دیں اس دوران جہاں انہوں نے بڑی کامیابیاں بھی حاصل کیں تو دوسری طرف بڑے نشیب وفراد سے بھی گزرے۔ دعا پر بڑا یقین تھا اور ہر ابتلاء میں اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے سرخرو رہے۔ اب جب میں غور کرتا ہوں تو سمجھ آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں آزمائشوں میں سے گزار کر ان کے اخلاص اور ایمان اور یقین کا امتحان لیا گیا اور پھر مرتبہ شہادت پر فائز کر کے انہیں اپنے قرب خاص سے نواز دیا۔ ارنگا کے حوالے سے ایک بات یاد آ گئی ہے۔ شاد صاحب مرحوم نے مخالف علماء کے ساتھ ایک بڑے مناظرے کا اہتمام کیا۔ تین روز تک مناظرہ ہوتا رہا۔ آخری روز علماء نے بدتہذیب لڑکوں کے ذریعہ مخالفانہ نعرہ بازی کروائی اور مناظرے میں جماعت کی فتح کے اثر کو زائل کرنے کی کوشش کی۔ شاد صاحب مرحوم نے آخر پر بڑا جلالی خطاب کیا اور حضرت مسیح موعود کی کتب کے متعدد حوالہ جات پیش کرنے کے بعد پُرشوکت آواز میں کہا کہ اے ارنگا کی سرزمین تو گواہ رہ کہ میں نے مسیح موعود کا پیغام تجھ تک پہنچا کر اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔ یقیناً ارنگا کے علاقے کا چپہ چپہ گواہی دے رہا ہے کہ اس مسیح موعود کے غلام نے اس علاقے پر احمدیت کا پرچم لہرانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور وہ دن یقیناً آئے گا جب اس علاقے پر غلامان مسیح موعود کی قربانیوں کو پھل عطا کئے جائیں گے۔

MTA کی اس ڈاکومنٹری میں ان کی اہلیہ محترمہ نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے خاوند کی دعاؤں کے ذریعہ مدد کی۔ یہاں میں ایک واقعہ لکھتا ہوں جس کا پہلے کبھی ذکر نہیں کیا۔ ایک موقعہ پر شاد صاحب مرحوم پر بڑا ابتلا آ گیا اور جس بات پر ان کے خلاف تحقیقات ہوئیں۔ میں قطعی طور پر جانتا ہوں کہ وہ بالکل غلط طور پر ان سے منسوب کی گئی تھی۔ لیکن الزام بہت بڑا تھا وہ بے حد پریشان تھے۔ موروگورو میں ہم ہمسایہ میں تھے۔ ایک روز رات کو میری آنکھ کھلی اور مجھے کسی کے رونے کی آواز آئی غالباً صبح کے چار بجے کا وقت تھا۔ میں اٹھا اور سننے کی کوشش کی۔ حلفاً لکھتا ہوں کہ شاد صاحب مرحوم کی اہلیہ اس قدر گریہ و زاری سے دعا کر رہی تھیں۔ جیسے بکرے کو ذبح کیا جا رہا ہو۔ وہ تڑپ تڑپ کر اپنے خاوند کے لئے دعا کر رہی تھیں میرا دل دہل گیا۔ میں قریباً 15 منٹ تک سنتا رہا۔ مزید ہمت نہ

تھی۔ واپس اپنے بستر پر آ کر لیٹ گیا اور سوچتا رہا کہ اس بیوی نے اپنے خاوند سے وفاداری کا حق ادا کر دیا ہے۔ MTA سے ان کی زبانی سنا تو یہ دلخراش واقعہ یاد آ گیا۔ خداتعالیٰ شہید مرحوم کی اہلیہ پر اپنے فضل و کرم کا سائبان رکھے اور ان کی اور ان کے بچوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین

شاد صاحب بڑے زندہ دل انسان تھے۔ محفل میں چھا جاتے تھے نہ صرف یہ کہ مزاح پیدا کرتے تھے بلکہ اپنے اوپر ہونے والا بڑے سے بڑا مذاق خندہ پیشانی سے برداشت کرتے۔ میں نے کبھی انہیں لڑتے جھگڑتے نہیں دیکھا۔ بڑے بڑے ابتلاؤں کے دنوں میں بھی وہ مسکراتے ہوئے ملتے اور کسی کو گمان نہ ہوتا کہ وہ کس اذیت سے گزر رہے ہیں۔ ڈاکٹر رشید احمد صاحب (حال لندن) جب وقف کر کے تنزانیہ تشریف لائے اور موروگورو میں مقیم ہوئے تو ان سے بھی ان کی بڑی دوستی ہو گئی اور جب وہ ارنگا سے موروگورو تشریف لاتے تو ہم تینوں کی بڑی لمبی لمبی محفلیں ہوا کرتی تھیں اور ؎

جوانی گئی پھر بھی ہم اور ناصح
جدھر مل گئے چھڑ گئیں داستانیں

والا معاملہ ہوتا۔ شاد صاحب بے حد عجز و انکسار کے مالک تھے۔ بڑے عالم تھے فقہی مسائل اور جماعتی لٹریچر پر انہیں عبور حاصل تھا۔ تاریخ احمدیت پر دسترس تھی۔ تقریر میں بڑی روانی اور تسلسل ہوتا تھا۔ تنزانیہ میں گیارہ سال رہنے کی وجہ سے سواحیلی زبان پر بھی بڑا عبور تھا۔ خاندان حضرت اقدس سے بڑی عقیدت تھی۔ 2003ء میں صاحبزادہ مرزا فضل احمد صاحب تنزانیہ تشریف لائے تو شاد صاحب مرحوم موروگورو میں مربی سلسلہ تھے۔ ایک بہت ہی پُر اثر خطبہ جمعہ دیا اور میاں صاحب کو حضرت مسیح موعود کا خون قرار دیتے ہوئے ان کے شایان شان استقبال کی تحریک کی۔ شاد صاحب مرحوم بچپن ہی سے صف اول کے خدمت گزاروں میں سے تھے۔ اس وجہ سے انتہائی اہم اور حساس مقامات پر بھی انہیں ڈیوٹیاں دینے کا اعزاز حاصل ہوا۔ وہ بہت اہم رازوں کے امین تھے۔ تنزانیہ میں ہم قریباً چھ سال اکٹھے رہے۔ غالباً 2005ء کے آخر پر ان کی تبدیلی واپس پاکستان ہو گئی اور پہلے راولپنڈی میں اور پھر لاہور ماڈل ٹاؤن میں خدمات سلسلہ بجالاتے رہے اور یہیں بیت النور میں شہادت کا درجہ پا کر تاریخ احمدیت میں ہمیشہ کے لئے امر ہو گئے۔ خداتعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس میں اپنے پیاروں اور اپنے والدین کے قدموں میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ لاہور ایسا المناک اور شرمناک واقعہ ہے جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ دشمن نے حضرت مسیح موعود کے غلاموں کے صبر کا امتحان لینے کی کوشش کی مگر آفرین ہے جماعت کے ایک ایک فرد پر کہ خلیفۃ المسیح کے حکم پر کہ کوئی احمدی اس اندوہناک واقعہ پر کوئی ایسا ردعمل ظاہر نہیں کرے گا۔ جو ہماری روایات کے خلاف ہو

پوری دنیا میں صبر وثبات اور استقامت کا وہ حیرت انگیز نمونہ دکھایا کہ دشمن حیرت زدہ ہو کر رہ گیا۔ تم نے اپنے صبر سے اور اطاعت امام سے دشمن کی بھیانک اور گھناؤنی سازش کو ناکام بنا دیا اور اے مسیح موعود کے جاں نثارو! صلیب عشق پہ قربان ہو جانے والو! تمہیں سلام ہو اور مبارک ہو کہ تم نے اپنے خون کا ایک ایک قطرہ احمدیت کی سربلندی کے لئے بہا دیا۔ قاتلوں نے تمہارے جسموں کو گولیوں سے چھلنی چھلنی کر دیا۔ مگر تم نے اُف نہ کی۔ بارود پھٹنے سے تمہارے جسموں کے پرخچے اڑ گئے۔ مگر تم نے اپنے ایمان کا سودا نہ کیا۔ تمہارا لہو سجدہ گاہوں میں بہتا رہا۔ مگر تم اپنے عہد وفا پر ڈٹے رہے اور اپنے خون کے چھینٹوں سے منبر و محراب اور در و دیوار پر اپنے عشق کی داستانیں رقم کر گئے۔ سلام ہو تم پر کہ تم توحید و رسالت کا ورد کرتے ہوئے اور محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیجتے ہوئے اپنی جانوں پر کھیل گئے اور ابدی حیات کے وارث ٹھہرے۔ ؎

دست عزرائیل میں مخفی ہے سب راز حیات
موت کے پیالوں میں بٹتی ہے شراب زندگی

خدا تمہاری اس عظیم قربانی کو قبول فرمائے اور تمہاری نسلوں پر ابدالآباد تک اپنی برکتیں اور رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

مکرم شوکت جمال کھوکھر صاحب سوئٹزرلینڈ

عاجزی وانکساری اصلاح نفس کا ذریعہ

چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولا اسی میں ہے

اللہ تعالیٰ سورۃ الفرقان کی آیت نمبر 64 میں عبادالرحمٰن کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں "سلام"

حدیث نبویؐ ہے

قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے

عاجزی اور منکسرالمزاجی ہی بارگاہ الٰہی میں قبولیت کا درجہ رکھتی ہے اور اصلاح نفس کا بہترین ذریعہ ہے اگر ایک انسان عاجزی اور انکساری کو اپنی شخصیت کا حصہ بناتا ہے تو وہ دین وہ دنیا میں کامرانی وکامیابی کو یقینی بناتا ہے۔

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

اس کی ضد ہے تکبر اور غرور پس جب تکبر اور غرور و گھمنڈ ختم ہوگا تو عاجزی اور انکساری پیدا ہوگی۔

شرائط بیعت میں سے ساتویں نمبر پر حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔

"یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا۔ فروتنی، عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔"

آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کا فرمان ہے۔

یعنی جس شخص کے دل میں ذرہ بھر بھی کبر ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

اے کرمِ خاک! چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرت رب غیور کو

امام الزمان حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمے کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خداتعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کی ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات تواضع سے نہیں سننا چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ہنسی اور ٹھٹھے سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور و مرسل کی پورے طور پر اطاعت نہیں کرنا چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر ایک سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ تم ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل وعیال سمیت نجات پاؤ۔

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 402)

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

حضرت مسیح موعود اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہانوں میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ جو ایک بہت بڑے سردار تھے اور اسلام لانے سے پہلے وہ کسی کو کچھ نہیں سمجھتے تھے لیکن حضرت رسول پاکؐ کی بیعت کرنے کے بعد آفرین ہے اس فتح مند جوان مرد پر کہ وہ پیوند شدہ کمبل میں لوگوں کا امام بنا اور غبار آلودہ چادر میں ملکوں کا بادشاہ تھا اور یہ عاجزی اور انکساری ہی تھی جس کی وجہ سے حضرت عمرؓ یہ مرتبہ حاصل کر سکے اور یہ تکبر ہی تھا جس نے ابوجہل اور ابولہب کو ذلیل وخوار کیا۔

کبر وغرور ایک زہر ہے اور اس کا تریاق ہے منکسرالمزاجی اور تواضع، وہ مقام، وہ رتبہ، وہ مال و عزت و وجاہت وہ علم وہ خاندانی شرف اور کوئی بڑائی جو کبر وغرور کا دروازہ کھولتی ہے وہ ہرگز قائم نہیں رہے گی اور مٹا دی جائے گی ایک انگریزی کا محاورہ ہے۔

Power corrupts you, use you, abuse you and then loose you

پس اصلاح نفس کا بہترین ذریعہ عاجزی اور انکساری ہی ہے۔

عجب ناداں ہے وہ مغرور و گمراہ
کہ اپنے نفس کو چھوڑا ہے بے راہ
بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے
مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

سفر کے آغاز اور اختتام کی دعا

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سفر کے ارادہ سے جب اونٹ پر بیٹھ جاتے تو تین بار تکبیر کہتے اور پھر یہ دعا مانگتے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع فرمان کیا حالانکہ ہم میں اسے قابو میں رکھنے کی طاقت نہیں تھی۔ ہم اپنے رب کی طرف جانے والے ہیں۔

اے اللہ! ہم اپنے اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ کے طلبگار ہیں اور ایسے عمل کی توفیق چاہتے ہیں جس سے تو راضی ہو جائے۔ اے اللہ! تو اپنی خیرخواہی کے ساتھ ہمارا رفیق سفر ہو جا، اور ہمیں اپنے عہد و پیمان کے ساتھ واپس لوٹانا۔ اے اللہ! زمین کو ہمارے لئے سمیٹ دے۔ اے اللہ ہم پر یہ سفر آسان کر دے اور زمین کی دوری کو ہم سے لپیٹ دے۔ اے اللہ! سفر میں بھی تو ہی ساتھی ہے اور گھر میں بھی تو ہی جانشین ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی مشقت، کسی اندوہناک منظر، اور گھر بار کے لحاظ سے بری واپسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

پھر جب آپؐ سفر سے واپس آتے تو یہی دعا مانگتے اور اس میں یہ زیادتی فرماتے۔ ہم واپس آئے ہیں توبہ کرتے ہوئے، عبادت گزار اور اپنے رب کی تعریف میں رطب اللسان بن کر۔

(مسلم کتاب الحج باب ما یقول اذا رکب الی سفر الحج حدیث نمبر 2392)

مکرم عزیز احمد طاہر صاحب۔ ایم اے۔ ڈی ہوم لندن

بیچ تھراپی آف فلاور ریمیڈیز

بیچ تھراپی آف فلاور ریمیڈیز کی دریافت کا سہرا ڈاکٹر ایڈورڈ بیچ (Edward Bach) کے سر پر ہے جو ایک ماہر فزیشن ہومیو پیتھک ڈاکٹر اور علم جراثیم کے ماہر تھے۔ انہوں نے ہارلے سٹریٹ کنسلٹنٹ کی حیثیت سے بیس سال سے زائد عرصہ پریکٹس کی۔ ان کی شہرت کا ایک اور سبب ان کی دریافت کردہ Seven Bach Nosodes ہیں۔ جو آج تک زیر استعمال ہیں۔ ان کی رہائش ہارلے سٹریٹ میں ماؤنٹ ورنان میں ایک چھوٹے سے مکان میں تھی جس کے ساتھ ایک باغیچہ بھی تھا۔ ہارلے سٹریٹ Thames Valley کے علاقہ میں واقع ہے۔

آنجہانی ایڈورڈ بیچ ایم بی بی ایس، ایم ایس سی ایس، ایل آر سی پی، ڈی پی ایچ (کیمبرج) نے 1930ء میں اپنی نفع بخش پریکٹس ترک کر دی اور اپنے تمام اوقات کو 38 غیر سمی (Nonpoisonous) جنگلی پھولوں سے تیار کی جانے والی ادویات کی تحقیق اور تلاش کے لئے وقف کر دیا جن کا تعلق انسانی ذہن کی منفی کیفیات، انسانی شخصیت کے خدوخال، طبیعت اور مزاج سے ہے جو اکثر ذہنی اور جسمانی توازن کے بگڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔ آپ نے پھولوں اور پودوں میں ان ریمیڈیز کو تلاش کیا جو بیمار اور دکھی لوگوں کو ان کی کھوئی ہوئی توانائی لوٹا دیتی ہیں تاکہ مختلف امراض کے شکار لوگ اپنی پریشانیوں، خوف اور ڈپریشن پر قابو پا کر اپنی بیماری کے علاج میں اپنی مدد خود کر سکیں۔ ڈاکٹر بیچ کا پھولوں اور پودوں کے بارہ میں ہومیو پیتھی کا علم، قدرت کا مطالعہ اور درحقیقت ان کی زود حسی نے ان کو اس راہ پر ڈال دیا۔ آپ نے پہلے مرحلہ میں انیس ریمیڈیز دریافت کیں۔ بعد کے دو سالوں میں ماؤنٹ ورنان میں قیام کے دوران مزید انیس ریمیڈیز کا اضافہ کیا۔

اس طریقہ علاج میں تمام ادویات پھولوں، جنگلی پودوں جھاڑیوں یا درختوں سے تیار کی جاتی ہیں۔ ان ادویات میں نہ تو کوئی ضرر رساں ہے اور نہ ہی کسی دوا کے ذیلی اثرات (Side Effects) ہیں اور نہ ہی کسی دوا کو مستقل طور پر استعمال کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جیسا کہ بعض ایلو پیتھک ادویات کو زندگی بھر استعمال کرنا پڑتا ہے۔ بیچ فلاور ریمیڈیز میں پودوں کی قوت حیات پائی جاتی ہے۔ دوا کی تیاری کا عمل مکمل ہونے کے بعد دوا میں پودوں کا مادی حصہ باقی نہیں رہتا۔ اس لئے معدہ میں ایلو پیتھک یا دوسری دواؤں کی طرح کوئی مادی چیز داخل نہیں ہوتی۔ ایک پھول کے اندر پائے جانے والے صحت بخش اجزاء ہی قوت حیات کی شکل میں خارج ہوتے ہیں۔ جنہیں اس پھول یا پودے کی روح یا عرق کہا جا سکتا ہے۔ یہی روح اس پودے یا پھول کے اندر پائی جانے والی حقیقی اور اندرونی خاصیت ہے جسے نہ تو دیکھا جا سکتا ہے نہ نقصان پہنچایا جا سکتا ہے اور نہ ہی تباہ کیا جا سکتا ہے۔

زندگی میں ہر شے کوئی نہ کوئی مقصد رکھتی ہے خواہ یہ شے سادہ شکل میں ہو یا بے حد پیچیدہ شکل میں۔ ہر شے کو زندگی کے اعلیٰ اور عظیم نظام میں کوئی نہ کوئی کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔ پودے اس سلسلہ میں متعدد اقسام کے کردار ادا کرتے ہیں۔ بعض پودے خوراک مہیا کرتے ہیں۔ بعض پودوں سے دوسرے پودے جنم لیتے ہیں۔ بعض آکسیجن کی فراہمی کے لئے زمین کو تقویت دیتے ہیں اور بعض پودوں میں شفا بخش قوت پائی جاتی ہے۔ بہت سی ہربل پراڈکٹ (Herbal Products) میں ادویاتی خصوصیات کو جڑی بوٹیوں کے تیل سے یا شاخوں اور جڑوں کو خشک کر کے حاصل کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر بیچ ریمیڈیز درحقیقت ان پودوں کی شفا بخش قوت حیات کا عرق، روح یا نچوڑ ہیں جو ایک غیر مادی یعنی نظر نہ آنے والی چیز ہے۔ ایک مادی دوا یا کیمیاوی چیز کی طرح نہ تو اس کا وزن کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی لیبارٹری میں تجزیہ ممکن ہے۔ اس لئے پودے میں پائے جانے والے قوت بخش اجزاء نہ تو نکالے (Extract) جا سکتے ہیں اور نہ مادی اشیاء کی طرح شناخت کئے جا سکتے ہیں۔ یہ اسی طرح ہے کہ لوگ موسیقی سے لطف اندوز تو ہوتے ہیں یا ساحل سمندر کے ماحول پر اپنے آپ کو پُرسکون محسوس کرتے ہیں لیکن اس کا کوئی سائنسی تجزیہ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ موسیقی یا ساحل سمندر کی شفا بخش لہریں صرف ہمارے ذہن پر اثر انداز ہوتی ہیں اور ان کے اثرات کے نتیجہ میں ہم زندگی کے بارہ میں پُرامید اور روشن خیال ہو جاتے ہیں اور ناامیدی اور اداسی سے چھٹکارا حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس طرح ہماری اندرونی قوت اور ہم آہنگی سے جسم کی اپنی شفا حاصل کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

لہٰذا بیچ فلاور ریمیڈیز ہماری اس طرح مدد کرتی ہیں کہ بیماری کے خلاف جنگ میں ہم اپنی مدد آپ کرنے کے قابل ہو سکیں۔ انہیں دوا کی مانند تصور کرنا درست نہیں بلکہ زندگی کا ساتھی خیال کرنا چاہئے اور ضرورت پڑنے پر بلا جھجک ان ریمیڈیز کو استعمال کرنا چاہئے۔ اسی طرح جیسے بوقت ضرورت بھوک کے وقت ہم کھانا کھاتے ہیں اور پیاس کے وقت کوئی مشروب پی لیتے ہیں۔ یہ ریمیڈیز بیماری پر حملہ نہیں کرتیں بلکہ عظیم قدرت (Higher Nature) کی خوشنما اور صحت بخش تھرتھراہٹ سے ہمارے جسم کو بھر دیتی ہیں۔ جس کے نتیجے میں بیماری اسی طرح پگھل کر غائب ہو جاتی ہے جس طرح سورج کی تمازت سے برف پگھل کر غائب ہو جاتی ہے جس طرح سورج کی تمازت سے برف پگھل کر پانی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

آنجہانی ڈاکٹر ایڈورڈ بیچ کہتے ہیں کہ ہم جان سکتے ہیں کہ مرض کا حقیقی علاج ممکن ہے۔ غلط کو غلط سے روک کر نہیں بلکہ غلط کو درست سے۔ برائی کو اچھائی سے اور اندھیرے کو روشنی سے تبدیل کر کے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم اس نتیجہ پر بھی پہنچتے ہیں کہ ہمیں بیماری کا مقابلہ بیماری سے نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ہم مریض کو ایسی اشیاء کے استعمال سے روک نہیں سکتے جو مرض پیدا کرنے کا سبب ہیں۔ اس کے برعکس ہم مخالف طاقت کی شدت میں کمی کرتے ہیں جو جسم میں توازن اور ہم آہنگی پیدا کر کے اصل خرابی کو دور کر دیتی ہیں۔ بیچ فلاور ریمیڈیز میں صرف مریض کی ذہنی کیفیت کا مطالعہ کر کے 38 ریمیڈیز میں سے مریض کے لئے کوئی ایک یا چند مناسب حال ریمیڈیز تجویز کی جا سکتی ہیں جس سے مریض کو نہایت قلیل مدت میں شفا حاصل ہو اور وہ اپنی ذہنی اور جسمانی تکلیف سے چھٹکارا حاصل کر کے ایک نارمل انسان کی طرح زندگی گزار سکے۔

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ ایک ایسا مریض جو طویل عرصہ سے خوف وحشت اور ذہنی پریشانی سے دوچار ہے انجام کار اپنی جسمانی توانائی بھی کھو بیٹھتا ہے اور نتیجۃً اپنے آپ کو بیمار اور اداس محسوس کرنا شروع کر دیتا ہے اور انجام کار ناامیدی اور ڈپریشن کا شکار ہو جاتا ہے۔ ایسی کیفیت میں بیماری کے خلاف اس کے جسم کی قوت مدافعت بھی کم ہو جاتی ہے اور وہ کسی بھی قسم کی انفیکشن کی بیماری کا شکار ہو سکتا ہے۔ خواہ یہ بیماری عام نزلہ زکام، گنٹھیا یا جوڑوں کا مرض ہو۔ ہاضمے کی خرابی ہو یا کوئی انتہائی سنگین نوعیت کے مرض کا شکار ہو جائے۔ لہٰذا ایسی صورت میں مرض کی بجائے مریض کا علاج کرنا ہوگا۔ یہ ایک قدیم نظریہ کی درست مثال ہے کہ ''بیماری کا کوئی وجود نہیں ہاں لوگ بیمار ہیں''۔ جب منتشر ذہن اعتدال پر آ جائے۔ خوف اور پریشانی ختم ہو جائے تو جسم بھی صحت مند اور مضبوط ہو جائے گا۔

پس بیچ فلاور ریمیڈیز کو کسی جسمانی عارضے کے لئے براہ راست تجویز نہیں کیا جاتا بلکہ مریض کی ذہنی کیفیت کو مدنظر رکھ کر یہ ادویات تجویز کی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر مریض کا مزاج، خوف اور پریشانی کی نوعیت اور کیفیت، غصہ اور ڈپریشن (افسردگی اور اداسی) کی صورتحال وغیرہ۔ ایک مریض کی منتشر ذہنی کیفیت نہ صرف صحت یابی میں رکاوٹ ثابت ہوتی ہے بلکہ مکمل طور پر صحت یاب ہونے میں تاخیر کا سبب بھی بنتی ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ کسی بھی بیماری کا بنیادی سبب ذہنی الجھن اور ذہنی انتشار ہی ہوتا ہے اور ذہنی انتشار سے ہی متعدد امراض جنم لیتے ہیں۔ جسمانی تھکاوٹ، ضعف، لاچارگی، مایوسی، بے صبری، بیقراری اور ہمت کا فقدان اگرچہ تمام کے تمام جسمانی عوارض ہی ہیں اور ان عوارض سے متعدد اور عوارض جنم لیتے ہیں۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان عوارض کے پیچھے ذہنی انتشار، ذہنی تناؤ اور ذہنی افسردگی کارفرما ہے۔

ڈاکٹر ایڈورڈ بیچ اپنی کتاب The Twelve Healers and other Remedies میں 38 ریمیڈیز کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان میں سے ہر ریمیڈی ایک مخصوص منفی ذہنی کیفیت یا مزاج کے لئے ہے جس کی وجہ سے لوگ پریشانی اور افسردگی کا شکار ہیں۔ وہ لوگوں کی ذہنی کیفیت کو سات گروپوں میں دیئے گئے عنوانات کے تحت تقسیم کرتا ہے۔ 1۔خوف۔ 2۔غیر یقینی کیفیت۔ 3۔موجودہ حالات میں مناسب دلچسپی نہ لینا۔ 4۔تنہائی۔ 5۔دوسروں اور ان کے خیالات کو متاثر کرنے میں حد سے زیادہ زود حس ہونا۔ 6۔دوسروں کی ماتحتی اختیار کرنا اور افسردہ رہنا۔ 7۔دوسروں کی بہبودی کا حد سے زیادہ خیال رکھنا۔

خوف کے عنوان کے تحت پانچ مختلف اقسام کے خوف کے لئے پانچ ریمیڈیز ہیں۔ مثلاً دہشت، معلوم سبب کے باعث خوف۔ نامعلوم سبب کے باعث خوف۔ ایسا ذہنی خوف جس میں انسان ذہنی توازن کھو بیٹھے۔ دوسرے لوگوں کا خوف۔ Rock Rose ریمیڈی مثال کے طور پر اس وقت استعمال کرائی جاتی ہے جب مریض یا اس کے عزیز و اقارب جن سے مریض کو محبت ہے۔ کسی شدید ایکسیڈنٹ کے باعث (جس سے بچنے کے امکانات بہت کم ہوں) خوفناک دہشت کا شکار ہو جائیں۔ اگر خوف کا عنصر موجود ہے تو صورتحال یا بیماری کی نوعیت سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ایسی صورت میں مریض یا اس کے دوست احباب اور عزیز و اقارب Rock Rose ریمیڈی کی ضرورت محسوس کریں گے۔

بیچ ریمیڈیز اپنے اثرات کے لحاظ سے بہت مفید ثابت ہوتی ہیں۔ ان کے استعمال سے کسی قسم کے ناپسندیدہ اور ناخوشگوار ذیلی اثرات کا خطرہ نہیں۔ لہٰذا ان ادویات کو بے خوف و خطر استعمال کیا جا سکتا ہے اور ڈاکٹر ایڈورڈ بیچ بھی یہی چاہتے تھے کہ ہر شخص اپنا علاج خود کر سکے۔ بیچ ریمیڈیز کے ساتھ دوسری ادویات بلاخوف و خطر استعمال کی جا سکتی ہیں۔ ان ریمیڈیز کا دوسری ادویات کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تضاد نہیں اور دوسری ادویات کے ساتھ ان ریمیڈیز کو استعمال کرنے سے معمولی سے بھی خطرے یا نقصان دہ

اثرات کا کوئی شائبہ نہیں۔

ہومیوپیتھی میں کسی مرض کا علاج بیماری کی مجموعی علامات کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ مثلاً ذہنی، عمومی اور جسمانی علامات وغیرہ۔ اس کے علاوہ دوا تجویز کرتے وقت بیماری کے ممکنہ اسباب، ورثہ میں ملنے والی بیماریوں اور مریض کی سابقہ ہسٹری کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے۔ لیکن بیچ فلاور ریمیڈی میں محض مریض کے مزاج اور موجودہ ذہنی کیفیت کا جائزہ لے کر مناسب اور درست دوا تجویز کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر ایڈورڈ بیچ کے نزدیک مریض کی موجودہ ذہنی کیفیت سے اس کی تمام سابقہ بیماریوں کا اظہار ہوتا ہے۔ مثلاً ورثہ میں ملنے والی بیماریاں، بیماری کے ممکنہ اسباب اور مجموعی علامات وغیرہ۔

ڈاکٹر بیچ کا کہنا ہے کہ اس طریقہ علاج کی سادگی کہیں آپ کو اس کو اختیار کرنے سے نہ روک دے۔ کیونکہ تحقیق میں انسان جتنا جتنا آگے بڑھتا ہے اتنا ہی زیادہ اس پر عیاں ہوتا ہے کہ ہماری کائنات کی تخلیق کتنی سادہ ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ بیماری کی طرف کوئی توجہ نہ دیں بلکہ اذیت میں مبتلا انسانی زندگی کی ظاہری شکل اور ذہنی کیفیت پر غور کریں اور پھر دوا تجویز کریں۔ آخری اور مکمل علاج تو مریض کے اندر سے ہوگا۔ یعنی اس کی روح سے، شفا اس وقت ہوگی جب نفع بخش روشنی اور امید کی کرنیں مریض کی تمام شخصیت میں ہم آہنگی پیدا کردیتی ہیں بشرطیکہ انہیں ایسا کرنے کی اجازت دی جائے۔

علاج معالجہ کے سلسلہ میں بیچ فلاور ریمیڈیز کی قدروقیمت اور اہمیت کا بیان کوئی مبالغہ نہیں۔ خاص طور پر سنگین اور پیچیدہ نوعیت کے امراض کے علاج میں اس طریقہ علاج کی ایک اپنی منفرد حیثیت ہے۔ کیونکہ اول تو اس کی ادویات پھولوں سے تیار کی جاتی ہیں جو قطعی طور پر بے ضرر ہیں۔ دوسرے ان کی تیاری کا طریقہ انتہائی آسان اور غیر پیچیدہ ہے۔ پھر ان ادویات میں پوٹینسی بنانے کا بھی کوئی خاص مسئلہ نہیں۔ لہٰذا انسانی جسم پر یہ ریمیڈیز ہر قسم کے ضرررساں اثرات سے پاک ہیں۔

بیچ فلاور ریمیڈیز مریضوں کو تجویز کرنے کے اصول بھی بڑے آسان اور قابل فہم ہیں اور ہر شخص خواہ وہ عمر میں چھوٹا ہو یا بڑا، کم تعلیم یافتہ ہو یا زیادہ تعلیم یافتہ ان ریمیڈیز کا باآسانی علم حاصل کرسکتا ہے۔ بشرطیکہ اسے اس طریقہ علاج سے خاطرخواہ دلچسپی ہو۔ اس طریقہ علاج میں کسی شخص کی ذہنی کیفیت کے تفصیلی جائزے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ پھر ایک ہی مریض کے لئے ایک وقت میں ایک سے زائد ریمیڈیز بھی تجویز کی جاسکتی ہیں۔ ان ریمیڈیز کا استعمال بھی بے حد آسان اور سادہ ہے۔ مریض آسانی کے ساتھ ان ادویات کو قطروں یا گولیوں کی شکل میں استعمال کرسکتا ہے۔ یا پانی اور فروٹ جوس میں ملا کر بھی استعمال کرسکتا ہے۔

ماخوذ

ذہنی دباؤ سے بچنے کی بعض تدابیر

ذہنی دباؤ اور سر درد کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ذہنی دباؤ آپ کے سر کو زخمی کرسکتا ہے اس کے نتیجے میں آپ سر درد کا شکار ہوسکتے ہیں۔ اگر آپ اپنے سر درد پر قابو پانا چاہتے ہیں تو پہلے دباؤ پر قابو پائیں۔

آپ کو دیر ہوچکی ہے۔ آپ کی چابیاں گم گئی ہیں۔ آپ ناشتے کی ملاقات کے لئے تیار نہیں۔ آپ کے پالتو کتے نے کمرے کو اپنے پنجوں کے ساتھ آنے والی مٹی سے لتھڑ دیا ہے۔ ایسی صورتوں میں سر درد لاحق ہوجانا کوئی حیرانی کی بات نہیں۔

سر درد عام طور پر اس وقت ہی ہوتا ہے جب آپ اپنی زندگی میں ضرورت سے زیادہ دباؤ لے رہے ہوتے ہیں۔ حقیقت میں دباؤ سر درد کا سب سے عام سبب ہے لیکن آپ کو اپنے ذہنی دباؤ کو غالب آنے نہیں دینا چاہئے۔ ذہنی دباؤ پر قابو پانے کے درج ذیل اقدامات پر عمل کرکے آپ سر درد سے جان چھڑا سکتے ہیں۔

روزمرہ کے چکر

زندگی میں پیش آنے والے بعض اہم واقعات اور مواقع ذہنی دباؤ کی وجہ بن سکتے ہیں۔ مثلاً بچے کی پیدائش، شادی، کسی پیارے کی موت، کیریئر میں تبدیلی، طلاق وغیرہ۔ یہ چیزیں ایسی ہیں جن سے بچنا محال ہے لیکن ضروری نہیں ان واقعات سے پیدا ہونے والا ذہنی دباؤ سر درد کی وجہ بنے۔ بلکہ اس کے بجائے دیگر چھوٹی چھوٹی باتیں آپ کے لئے زیادہ دباؤ کا باعث ہوتی ہیں۔ مثلاً آپ کے کاغذات کہیں گم ہوگئے ہیں۔ آپ ٹریفک میں پھنس گئے ہیں۔ کام کے مقام پر کسی الجھن یا ناراضگی کے شکار ہیں۔ ان واقعات سے آپ کئی پریشانیوں کا شکار ہوسکتے ہیں۔ بعض افراد کے لئے یہ چھوٹی چھوٹی پریشانیاں سر درد کا باعث بنتی ہیں۔

دباؤ کے ہارمونز دماغ میں موجود بعض قسم کے کیمیکلز کی سطح میں ردوبدل کرتے ہیں جس کا سر درد پیدا کرنے میں کردار ہے۔ اگر آپ اپنے پٹھوں کو ٹینس کرتے ہیں۔ دانت پیستے ہیں اور دباؤ کے باعث اپنے کاندھوں کو سخت کرلیتے ہیں تو آپ اپنے سر درد میں اضافہ ہی کرتے ہیں۔

محفوظ رہنے کی تدابیر

آپ روزمرہ کے دباؤ سے بچ نہیں سکتے۔ لیکن آپ اس کو کنٹرول میں رکھ سکتے ہیں اور اس طرح اپنے سر درد پر قابو پاسکتے ہیں۔ دباؤ کو کم کرنے کے لئے مذکورہ ٹپس پر غور کریں۔

☆اپنی زندگی کو سادہ بنائیں۔ اپنی روزمرہ کی زندگی میں مزید سرگرمیاں اور کام شامل کرنے کے بجائے ان میں کچھ کمی کریں۔ اپنے آپ سے پوچھیں کہ آپ کو کیا کرنے کی ضرورت ہے۔ کس چیز کو مؤخر کرنا چاہئے اور کس چیز کو مکمل طور پر ترک کرنا ہے۔ کبھی کبھی کچھ نہ کرنا بھی بہتر ہے۔

☆اپنے وقت کو عقل مندی سے استعمال کریں۔ آپ نے روزانہ جو کچھ کرنا ہے دفتر اور گھر پر دونوں جگہ ان کی ایک فہرست تیار کریں۔ اپنے کاموں کو تقسیم کریں اور بڑے بڑے کاموں کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کریں۔ ایک وقت پر ایک کام کریں۔

☆اپنے اگلے دن کی منصوبہ بندی پہلے ہی کرکے رکھیں۔ چیلنجز کا سامنا کرنے کے لئے ان کی پیش بندی کریں۔ اپنے منصوبوں میں لچک پیدا کریں اور اگر کسی کام سے آپ سر درد کا شکار ہوتے ہیں تو اپنا منصوبہ تبدیل کریں۔ جو چیزیں آپ کے قابو سے باہر ہیں ان کی پرواہ نہ کریں۔ اپنے رویے کو ایڈجسٹ کریں۔ اگر آپ سوچ رہے ہیں "یہ کام نہیں ہوسکتا" تو اپنی سوچ کو تھوڑا سا تبدیل کریں اور اس طرح سوچیں کہ "یہ کام تھوڑا مشکل ہے لیکن میں بہرحال اس کو کرسکتا ہوں"۔

اپنی منفی سوچوں کو مثبت خیالات میں ہم آہنگ کرکے آپ دباؤ کے حالات سے گزر سکتے ہیں۔

☆دن میں کچھ لمحے آرام اور سکون کے لئے مختص کریں چاہے اس کے لئے چند منٹ رکھیں۔ اگر آپ محسوس کریں کہ آپ کے پٹھے ٹینس ہوچکے ہیں تو ایک گہرا سانس لیں۔ اندر کو سانس لیں اور چھ تک گنتی گنیں۔ ایک سیکنڈ کے لئے رکیں اور پھر آہستگی سے سانس کو خارج کریں۔

☆اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ کوئی چیز آپ پر حاوی ہورہی ہے تو اپنے ذہن کو صاف کریں۔ ہلکی پھلکی ورزش یا تیز تیز واک آپ کے دباؤ کو زائل کرکے آپ میں توانائی پیدا کرسکتی ہے۔ اس کے علاوہ آپ ایک تصوراتی چھٹی بھی مناسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر تصور کریں کہ آپ کسی پُرفضا اور پُرسکون مقام پر ہیں۔

☆ورزش سر درد کو روکنے اور اس کے علاج کے سلسلے میں ایک آزمودہ اور ثابت زدہ نسخہ ہے۔ ورزش روزانہ کی زندگی میں موجود دباؤ میں ایک وقفہ لانے کا بھی بہترین طریقہ ہے تاہم احتیاط کریں اور آہستہ آہستہ کسی ورزش کا آغاز کریں۔ اچانک اور سخت ورزش سر درد کی وجہ بن سکتی ہے۔

☆ایسی غذا جس میں پھل، سبزیاں اور مکمل اناج کی مقدار زیادہ ہو آپ کو زیادہ توانائی فراہم کرتی ہے اس کے علاوہ دباؤ کو قابو میں رکھنے کے لئے بھی ایسی غذائیں تیر بہدف ہیں۔

☆دباؤ کو قابو میں رکھنے کے لئے مزاح، قہقہہ اور ہنسنا مسکرانا بہت ضروری ہے۔ جب ہم ہنستے ہیں تو ہمارا دماغ ایک ایسا قدرتی اور کیمیائی مادہ اینڈورفائنز جاری کرتا ہے جو ہمارے احساسات کو بہتر بنانے اور مزاج کو برقرار رکھنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

☆اپنے معمولات کو وقتاً فوقتاً تبدیل کرتے رہیں اور کچھ نیا بھی کرتے رہیں۔ ایک تعطیل یا ہفتہ وار کوئی نئی سرگرمی آپ کی روزمرہ زندگی کو نئی صورت دے سکتی ہے اور آپ کے موڈ کو خوشگوار کرسکتی ہے۔

☆دباؤ کو قابو میں رکھنے کے لئے اپنی سوچ اور محسوسات کو بہتر کریں۔

☆دباؤ کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے ایک ایروبک ورزشیں بہت اچھی اور تیر بہدف تصور کی جاتی ہیں۔ ایک وقت مقرر کریں جس کے مطابق روزانہ ایروبک ورزش کریں۔ یاد رہے کہ ایروبک ورزش سے مراد کوئی بھی ایسی سرگرمی ہے جس میں آپ کو خوب سانس چڑھے، ڈھیر سارا پسینہ بہے اور جسم گرم ہو جائے۔ روزانہ آدھے گھنٹے کی ایروبک ورزش کافی ہے، تاہم دل کے مریض خواتین و حضرات کسی قسم کی ایروبک سرگرمی شروع کرنے سے پہلے اپنے معالج سے ضرور مشورہ کریں۔

ذہن کو آرام دیں

☆اپنے ذہن اور دماغ کو آرام دینے کی تکنیکیں سیکھیں جس میں یوگا، تائی چی وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ نماز پڑھیں، قرآن پاک کی تلاوت کریں۔

☆علاوہ ازیں اس وقت کی شناخت کریں جس کے دوران آپ کے خیال میں آپ زیادہ دباؤ کا شکار ہوتے ہیں۔ اکثر اقسام کی سر دردوں کے لئے زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن اگر سر درد سے آپ کی روزمرہ کی سرگرمیاں، کام اور زندگی متاثر ہونے لگے تو ڈاکٹر سے رجوع کریں۔ ہوسکتا ہے کہ آپ دباؤ کی وجہ سے سر درد کا شکار ہوں لیکن اس کے علاوہ بھی کوئی وجہ ہوسکتی ہے۔

☆سر درد کی درج ذیل صورتوں میں طبی امداد طلب کرنی چاہئے۔ اگر یہ اچانک اور شدید ہو۔

☆سر درد کے ساتھ بخار ہو، گردن میں اکڑاؤ، دھپڑ دانے وغیرہ، الجھن، بصارت میں دوہرا پن، کمزوری، بولنے میں دشواری یا جسم سن ہونے کی کیفیت بھی ہو۔

کوئی چوٹ لگنے، گرنے کے بعد یا کسی گومڑے کے باعث سر درد ہو۔

دوا لینے اور آرام کرنے کے باوجود درد میں اضافہ ہو جائے۔ مذکورہ بالا علامات کسی طبی مسئلے کا اشارہ ہوسکتی ہیں جس کے لئے فوری طور پر ڈاکٹر سے رجوع کرنے اور علاج کی ضرورت ہوگی۔ اپنے معالج کو اپنے بارے میں اور اپنی محسوسات کے بارے میں تفصیل سے بتائیں۔

(سنڈے ایکسپریس 5 اکتوبر 2008ء)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم ڈاکٹر میر مقبول احمد صاحب نیوجرسی امریکہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے میر روحان احمد نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر کیا ہے۔ 4 ستمبر 2010ء کو بیت الہادی سنٹرل نیو جرسی، امریکہ، میں آمین کی تقریب سعید منعقد ہوئی۔ عزیزم کے دادا مکرم میر غلام احمد نسیم صاحب مربی سلسلہ پنشنر حال مقیم نیوجرسی نے عزیزم سے چند مقامات سے قرآن کریم سنا اور دعا کرائی۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کرنے، قرآنی علوم و معارف سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تکمیل ناظرہ قرآن

مکرم رانا ممتاز احمد طاہر صاحب معلم وقف جدید چک نمبر 363/EB ضلع وہاڑی تحریر کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ چک نمبر 373/EB کے ایک طفل اسرار احمد ابن مکرم محمد اکبر صاحب نے قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ ان کو سیکرٹری لجنہ اماء اللہ 373/EB کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اسی طرح جماعت احمدیہ چک نمبر 363/EB کی ایک ناصرہ شبیلہ بنت مکرم مبارک احمد صاحب نے روزانہ جاری کلاس بعد از نماز فجر بیت الذکر 363/EB میں خاکسار سے قرآن کریم کا پہلا دور رمضان المبارک میں مکمل کر لیا۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں بچوں کو علم قرآن سیکھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم مبارک احمد صاحب لندن یو۔ کے حال دارالبرکات لکھتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ مکرمہ زبیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالغفار شاکر صاحب مرحوم میموریل فوٹو گرافرز گولبازار ربوہ آجکل مختلف عوارض کی وجہ سے بیمار ہیں۔ کمزوری بہت زیادہ ہے اور صاحب فراش ہیں احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

مکرم وقاص احمد طور صاحب انسپکٹر مال وقف جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی نانی جان کے دماغ کی جھلی میں سوزش ہے اور شدید سر درد رہتی ہے۔ ریڑھ کی ہڈی سے پانی نکال کراس کا ٹیسٹ متوقع ہے جو کہ انسان کو مفلوج بھی کر سکتا ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میری نانی جان کو محض اپنے فضل سے شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے۔ آمین

اسی طرح خاکسار کی والدہ بھی پتے میں پتھری اور جگر میں سوزش کی وجہ سے بیمار ہیں۔ ان کی بھی کامل صحت یابی کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم ولی الرحمان سنوری صاحب کینیڈا تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی اہلیہ کا آپریشن بفضل خدا کامیابی سے ہوگیا ہے۔ صحت کامیابی کے ساتھ بہتری کی طرف مائل ہو رہی ہے۔ لیکن ابھی تھوڑی تکلیف باقی ہے۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

مکرم رانا محمد اسلم آزاد صاحب آف چک نمبر 88/ج۔ب فیصل آباد حال باب الابواب ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرا نواسہ رانا محمد احمد ولد مکرم رانا بصیر آفتاب صاحب کمالیہ چھت سے گر گیا ہے۔ بچے کی حالت تشویشناک ہے سر میں گہری چوٹ آئی ہے۔ خود بخود حرکت نہیں کر سکتا۔ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں داخل ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ مولیٰ کریم بچے کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

مکرم ناصر احمد صاحب دارالعلوم شرقی نور ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی طبیعت ناساز ہے کمر، کندھے اور سینے میں درد ہے۔ سانس لینے میں بھی دشواری ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ وعاجلہ سے نوازے۔ آمین

مکرم انور ندیم علوی صاحب ایڈووکیٹ دارالنصر غربی اقبال ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی چھوٹی ہمشیرہ محترمہ زاہدہ علوی صاحبہ زوجہ مکرم منیر احمد علوی صاحب ایڈووکیٹ کے پتے کا آپریشن فضل عمر ہسپتال میں ہوا ہے اور گھر منتقل ہو چکی ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پیچیدگیوں سے بچائے۔ صحت کاملہ وعاجلہ عطا کرے۔ آمین

ولادت

مکرم طاہر مہدی امتیاز احمد صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔

محترم مظفر احمد خان صاحب آف بازید خیل ضلع پشاور کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے 27 ستمبر 2010ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچے کا نام مدثر احمد عطا فرمایا ہے۔ جو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے نومولود مکرم ڈاکٹر منظور احمد خان صاحب آف بازید خیل کا پوتا اور مکرم محمود احمد خان صاحب عملہ حفاظت خاص حضور انور ایدہ اللہ کا بھتیجا ہے۔ احباب کرام سے بچے کے نیک صالح اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان دارالقضاء

(مکرم عبدالسلام طارق صاحب
ترکہ مکرمہ زرینہ اختر صاحبہ)

مکرم عبدالسلام طارق صاحب نے درخواست دی ہے کہ میری والدہ محترمہ زرینہ اختر صاحبہ وفات پا چکی ہیں ان کے نام قطعہ نمبر 5/45-A دارالعلوم شرقی ربوہ بر 10 مرلہ 78 مربع فٹ منتقل کردہ ہے۔ لہٰذا یہ قطعہ خاکسار اور میرے مکرم بھائی عبدالشکور صاحب کے نام منتقل کر دیا جائے۔ جملہ ورثاء کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہے۔

تفصیل ورثاء

1۔ مکرم عبدالسمیع خان صاحب۔ بیٹا
2۔ مکرم عبدالسلام طارق صاحب۔ بیٹا
3۔ مکرمہ شائستہ ظہیر صاحبہ۔ بیٹی
4۔ مکرم عبدالصبور خان صاحب۔ بیٹا
5۔ مکرم عبدالشکور خان صاحب۔ بیٹا

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

اعلان دارالقضاء

(مکرم شکیل احمد صاحب ترکہ مکرم ظفر اللہ خان صاحب)

مکرم شکیل احمد صاحب نے درخواست دی ہے کہ میرے والد محترم ظفر اللہ خان صاحب وفات پا چکے ہیں ان کے نام قطعہ نمبر 25/22 محلّہ دارالرحمت ربوہ برقبہ 10 مرلہ بطور مقاطعہ گیر منتقل کردہ ہے۔ لہٰذا یہ قطعہ خاکسار اور میرے بھائی مکرم عقیل احمد صاحب کے نام بحصص شرعی منتقل کر دیا جائے۔ ہم بھائیوں کے علاوہ اور کوئی وارث نہ ہے۔

تفصیل ورثاء

1۔ مکرم شکیل احمد صاحب۔ بیٹا
2۔ مکرم عقیل احمد صاحب۔ بیٹا

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔ (ناظم دارالقضاء ربوہ)

خدا برکت دیتا ہے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

خدا کی راہ میں جو لوگ مال خرچ کرتے ہیں ان کے مالوں میں خدا اس طرح برکت دیتا ہے کہ جیسے ایک دانہ جب بویا جاتا ہے تو گو وہ ایک ہی ہوتا ہے مگر خدا اس میں سے سات خوشے نکال سکتا ہے اور ہر ایک خوشہ میں سو دانے پیدا کر سکتا ہے یعنی اصل چیز سے زیادہ کر دینا یہ خدا کی قدرت میں داخل ہے اور درحقیقت ہم تمام لوگ خدا کی اسی قدرت سے ہی زندہ ہیں اور اگر خدا اپنی طرف سے کسی چیز کو زیادہ کرنے پر قادر نہ ہوتا تو تمام دنیا ہلاک ہو جاتی اور ایک جاندار بھی روئے زمین پر باقی نہ رہتا۔

(روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 170)

احباب و خواتین سے گزارش ہے کہ وہ اپنے عطایا جات ہسپتال کی مدامداد نادار مریضاں/ ڈویلپمنٹ جو کہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں موجود ہے۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

درخواست دعا

مکرم مبشر منظور صاحب ناظم مجلس انصار اللہ ضلع شیخوپورہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے ماموں زاد بھائی مکرم ملک نصیر الدین احمد صاحب شدید بیمار ہیں۔ اور شالیمار ہسپتال کے I.C.C وارڈ میں داخل ہیں۔ آکسیجن اور خوراک کی نالی لگی ہوئی ہے احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ (آمین)

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

مکرم عطاء النور صاحب

کوپرنیکس۔ جدید علم فلکیات کا بانی

جدید علم فلکیات کا بانی اور آفتاب کی مرکزیت کے نظریئے کا سہرا کوپرنیکس (Copernicus) کے سر باندھا جاتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ نظریہ بہت پرانا تھا اور کوپرنیکس کے بعد میں آنے والے سائنسدانوں نے اس رائے کی بہترین تشریحات کر کے مشاہدات اور تجربات سے اس نظریہ کی اصل حقیقت روز روشن کی طرح واضح کردی۔

(Copernicus Nicholes) (1543-1473) پولینڈ کا ہیئت داں جو ترک وطن کے بعد مشرقی پرشیا میں سکونت گزیں ہوا۔ کوپرنیکی نظام کا بانی جس پر جدید ہیئت کی بنیاد قائم کی گئی۔ اپنے مشہور رسالے میں جو اس کی وفات سے کچھ عرصہ ہی پہلے شائع ہوا تھا۔ اس نے سورج کو نظام شمسی کا مرکز قرار دیا ہے جس کے گرد زمین گردش کرتی ہے۔ کوپرنیکس کا نظریہ بطلیموس کے نظریئے سے کچھ کم پیچیدہ نہ تھا کیونکہ اس کی رائے میں بھی بطلیموس کی رائے کی مانند سیاروں کے مدار گول تھے بعد میں کیپلر نے اس نظریئے کی اصلاح کی اور وہی زرقالی کا نظریہ پیش کیا کہ سیاروں کے مدار بیضوی ہیں۔

کوپرنیکس اپنی شہرہ آفاق کتب میں بھی زرقالی کے ساتھ البطانی کے اقتباسات بھی نقل کرتا ہے۔

1533ء میں کوپرنیکس نے روم جا کر اپنی تحقیقات پر لیکچر دیئے۔ ان تقریبات کے مہمان خصوصی خود پوپ کلیمنٹ ہفتم (Clement Vii) تھے۔ اس وقت پوپ یا کیتھولک چرچ کی طرف سے ان نظریات کی کوئی مخالفت نہیں کی گئی تھی۔ اس کے برعکس کوپرنیکس کی کتاب کو جرمنی میں شائع کرنے کی کوشش کی گئی تو پروٹسٹنٹ تحریک کے بانی مارٹن لوتھر اس کے مخالفوں میں سے تھے۔ اس زمانے میں فلکیات کے پرانے نظریات اتنے مقبول تھے کہ ایک لمبے عرصے تک کوپرنیکس اپنی تحقیقات کو حتمی نظریئے کے طور پر شائع کرنے سے ہچکچاتا رہا اور جب اس موضوع پر اس کی آخری کتاب شائع ہوئی تو پیش لفظ میں یہ وضاحت شامل تھی کہ یہ نظریات محض ایک حسابی مفروضے کے طور پر پیش کئے جارہے ہیں۔ 24 مئی 1543ء کا دن کوپرنیکس کے لئے بہت اہم تھا۔ اس دن اسے اپنی اس اہم کتاب کی چھپی ہوئی جلد موصول ہوئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اسی دن کوپرنیکس کا انتقال ہو گیا۔ بعد کے حالات سے ظاہر ہوا کہ اس کے دھیمے مزاج اور مصلحت پسندی نے اسے ردعمل کے طوفان سے بچائے رکھا تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں۔

1- The Revolutions of the Celestial Sphere

2-Commentariobus

خبریں

چیئرمین نیب کی تقرری عدالتی فیصلے کی خلاف ورزی ہے

نیب چیئرمین کی تقرری کو عدالتی فیصلے کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے سپریم کورٹ نے اٹارنی جنرل سے جواب طلب کر لیا ہے جبکہ نیب نے عدالت کو بتایا کہ نیب میں بیرون ملک ایسے کسی کیس کا ریکارڈ موجود نہیں جو این آر او کی بنیاد پر ختم کیا گیا ہو۔ سپریم کورٹ نے نیب کی جانب سے جمع کرائی گئی رپورٹ کو مسترد کرتے ہوئے احکامات جاری کئے کہ سوئس اکاؤنٹس کا پیسہ کہاں گیا، یہ بتانا ہی پڑے گا عدالت میں ثبوتوں اور شواہد کے ساتھ این آر او فیصلے پر عملدرآمد کی نئی اور جامع تفصیلات پیش کی جائیں۔

اعلان دارالقضاء

(مکرم سلطان احمد ظفر صاحب ترکہ مکرم ولی محمد صاحب)

یہ اعلان بعد درستی دوبارہ شائع کیا جارہا ہے۔

❁ مکرم سلطان احمد ظفر صاحب نے درخواست دی ہے کہ میرے والد محترم ولی محمد صاحب وفات پاچکے ہیں ان کے اکاؤنٹ نمبر 102-10 امانت تحریک جدید میں مبلغ 68,278/- روپے موجود ہیں۔ لہٰذا یہ رقم خاکسار کو ادا کردی جائے۔

تفصیل ورثاء

(1) مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ (بیوہ)

(2) مکرمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ (بیٹی)

(3) مکرمہ عابدہ رشید صاحبہ (بیٹی)

(4) مکرمہ نگینہ یاسمین صاحبہ (بیٹی)

(5) مکرم سلطان احمد ظفر صاحب (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

ربوہ میں طلوع وغروب 15۔اکتوبر

طلوع فجر	4:44
طلوع آفتاب	6:09
زوال آفتاب	11:55
غروب آفتاب	5:39

ربوہ میں پہلی بار شادی، بیاہ اور نکاح کی تقریب کی وڈیو اور فوٹوگرافی کیلئے
لیڈی مووی میکر اینڈ فوٹو گرافر
گھر کی تمام تقریبات کی وڈیو اور فوٹو گرافی لیڈی مووی میکر اینڈ فوٹو گرافر سے کروائیں۔
سپاٹ لائیٹ وڈیو اینڈ فوٹو 27/4 دارالنصر غربی ربوہ
رابطہ: 0300-2092879,0321-2063532-0333-3532902

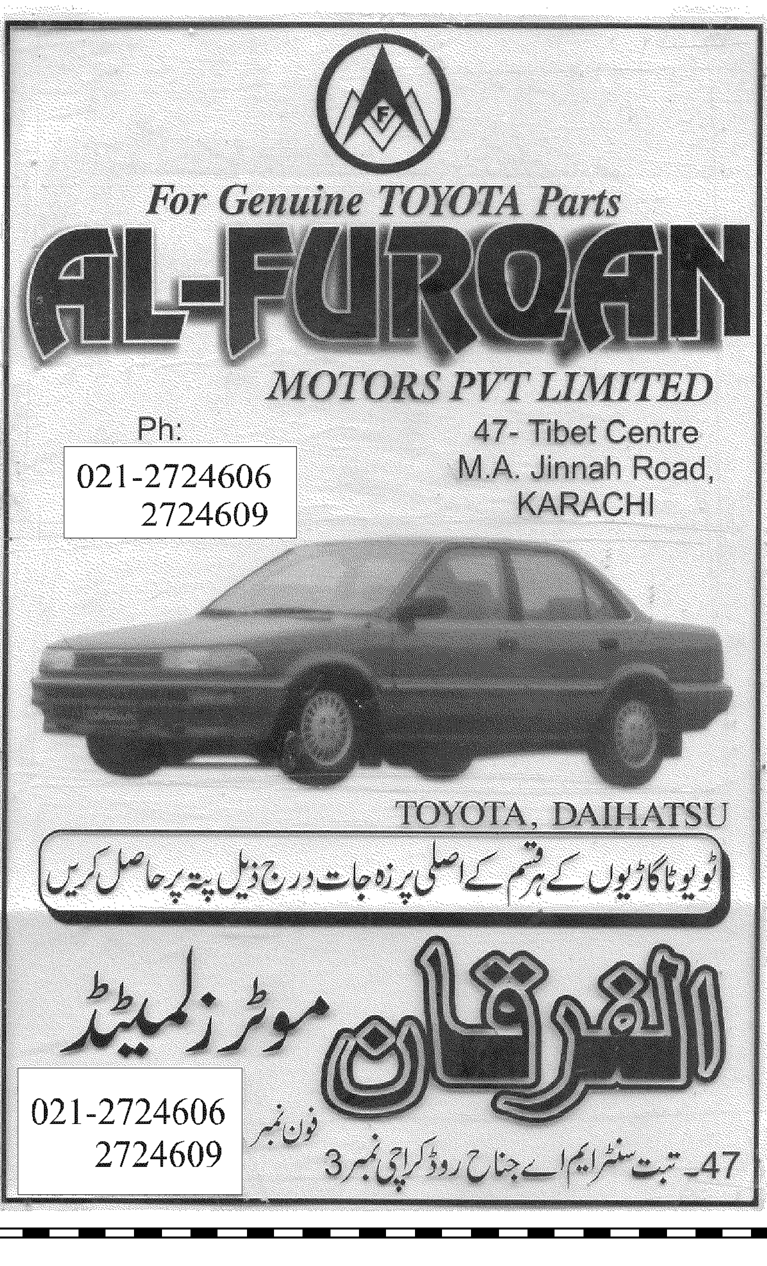

روشن کاجل
آنکھوں کی حفاظت اور خوبصورتی کیلئے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
Ph:047-6212434

کوٹھی کرایہ کے لئے خالی ہے
کوٹھی نمبر 17 ناصر آباد جنوبی نزد شکور پارک کرایہ کیلئے خالی ہے
رابطہ: راجہ عبدالوہاب
047-6212210,03339795326

بال اگیں دوبارہ۔ صحت مند توانا، بال گرنا بند
Sam Son ہیئر آئل
مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کا نسخہ
تیار کردہ: محبوب احمد راجیکی
دستیاب: خان جنرل سٹور اقصیٰ چوک
نیو الکیمسٹس گولبازار ربوہ

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
NASEEM JEWELLERS
23K/22K JEWELLERY SUPPLIERS
پروپرائٹر: میاں وسیم احمد
فون دکان 6212837
Mob:03007700369
اقصیٰ روڈ ربوہ

FD-10